

کے لئے مقدر ہے یا مسلمانوں کے لئے جو حقیقی تبع ہیں تو پھر کون ایماندار یہ گمان کر سکتا ہے کہ ایک اور شخص جو حضرت عیسیٰ کا مخالف ہے اور ان کو نبی نہیں جانتا تمام زمین پر اپنا تسلط جمالے گا۔ ایسا خیال تو نص صریح قرآن شریف کے مخالف ہے۔ ایسا ہی گرجاوائی حدیث صحیح مسلم میں ہے یعنی یہ کہ گرجا میں سے دجال نکلے گا اس آیت مدد و حکی موئید ہے اور واقعات بھی یہی ظاہر کرتے ہیں کیونکہ جس عظیم الشان فتنہ کی خبر دی گئی تھی آخر کار وہ پادریوں کے ہاتھ سے ظہور پذیر ہوا۔ انسان کی عقلمندی کی یہ بھی ایک علامت ہے کہ واقعات پر بھی نظر کرے اور سوچ کر دیکھے کہ آثار اور علامات جو پیدا ہوئے ہیں وہ کس پہلو کی تائید کرتے ہیں۔ خدا تعالیٰ نے اس دنیا کو ایک دن مقرر کر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کو عصر کے وقت سے تشبیہ دی ہے۔ پھر جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ عصر ہوا تو پھر اب تیرہ سو چوبیس برس کے بعد اس زمانہ کا کیا نام رکھنا چاہیے؟ کیا یہ وقت قریب غروب نہیں اور پھر جب قریب غروب ہوا تو مسیح کے نازل ہونے کا اگر یہ وقت نہیں تو پھر اس کے بعد تو کوئی وقت نہیں۔

اسی طرح احادیث صحیح میں جو بعض ان کی صحیح بخاری میں پائی جاتی ہیں آنحضرت صلعم کے زمانہ کو عصر سے تشبیہ دی ہے۔ پس اس سے ماننا پڑتا ہے کہ ہمارا زمانہ قیامت کے قرب کا زمانہ ہے اور پھر دوسری حدیثوں سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ عمر دنیا کی سات ہزار سال ہے اور قرآن شریف کی اس آیت سے بھی یہی مفہوم ہوتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے *إِنَّ يَوْمًا عِنْدَ رَبِّكَ كَالْفِ سَنَةٌ مِّمَّا تَعُدُونَ*^{۱۳۲۳} یعنی ایک دن خدا کے نزدیک تمہارے ہزار سال کے برابر ہے۔ پس جبکہ خدا تعالیٰ کی کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ دن سات ہیں۔ پس اس سے یہ اشارہ نکلتا ہے کہ انسانی نسل کی عمر سات ہزار سال ہے جیسا کہ خدا نے میرے پر ظاہر کیا ہے کہ سورۃ العصر کے عدد جس قدر حسابِ جُمل کی رو سے معلوم ہوتے ہیں اسی قدر زمانہ نسل انسان کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک تک بحساب قمری گذر چکا تھا کیونکہ خدا نے حساب قمری رکھا ہے اور اس حساب سے ہماری اس وقت تک نسل انسان کی عمر چھ ہزار برس تک

ختم ہو چکی ہے اور اب ہم ساتویں ہزار میں ہیں اور یہ ضرور تھا کہ مثیل آدم جس کو دوسرا لفظوں میں مسیح موعود کہتے ہیں چھٹے ہزار کے آخر میں پیدا ہو جمعہ کے دن کے قائم مقام ہے جس میں آدم پیدا ہوا۔ اور ایسا ہی خدا نے مجھے پیدا کیا۔ پس اس کے مطابق چھٹے ہزار میں میری پیدائش ہوتی۔ اور یہ عجیب اتفاق ہوا کہ میں معمولی دنوں کی رو سے بھی جمعہ کے دن پیدا ہوا تھا۔ اور جیسا کہ آدم نہ اور مادہ پیدا ہوئے تھے میں بھی تو اُم کی شکل پر پیدا ہوا تھا۔ ایک میرے ساتھ لڑکی تھی جو پہلے پیدا ہوتی اور بعد میں اس کے میں پیدا ہوا۔ یہ توہہ امور ہیں جو میری سوانح پر نظر کر کے طالب حق کو دلائل واضحہ دیتے ہیں مگر سوائے اس کے ہزار ہا اور نشان ہیں جن میں سے بطور نمونہ ہم کچھ لکھ چکے ہیں۔

یاد رہے کہ میرے نشانوں کو سن کر مولوی ثناء اللہ صاحب کی عادت ہے کہ ابو جہلی مادہ کے جوش سے انکار کے لئے کچھ حیلے پیش کیا کرتے ہیں چنانچہ اس جگہ بھی انہوں نے یہی عادت دھکلائی اور محض افترا کے طور پر اپنے پرچہ اہل حدیث ۱۹۰۷ء میں میری نسبت یہ لکھ دیا ہے کہ مولوی عبدالکریم کے صحت یا ب ہونے کی نسبت جو ان کو الہام ہوا تھا کہ وہ ضرور صحت یا ب ہو جائے گا مگر آخر وہ فوت ہو گیا۔ اس افترا کا ہم کیا جواب دیں بجز اس کے کہ لعنة اللہ علی الکاذبین۔ مولوی ثناء اللہ صاحب ہمیں بتاویں کہ اگر مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم کے صحت یا ب ہونے کی نسبت الہام مذکورہ بالا ہو چکا ہے تو پھر یہ الہامات مندرجہ ذیل جو پرچہ اخبار بدرا اور الحکم میں شائع ہو چکے ہیں کس کی نسبت تھے یعنی کافی میں لپیٹا گیا۔ ۷۷ سال کی عمر انا للہ و انا الیہ راجعون اُس نے اچھا ہونا ہی نہیں تھا۔ اِنَّ الْمَنَّا يَا لَا تَطْيِش سهاماً یعنی موتوں کے تیرٹل نہیں سکتے۔

واضح ہو کہ یہ سب الہام مولوی عبدالکریم صاحب کی نسبت تھے۔ ہاں ایک خواب میں ان کو دیکھا تھا کہ گویا وہ صحت یا ب ہیں مگر خوابیں تعبیر طلب ہوتی ہیں اور تعبیر کی کتابوں کو دیکھ لو۔ خوابوں کی تعبیر میں کبھی موت سے مراد صحت اور کبھی صحت سے مراد موت ہوتی ہے اور کئی مرتبہ

خواب میں ایک شخص کی موت دیکھی جاتی ہے اور اس کی تعمیر زیادت عمر ہوتی ہے یہ ہے حال ان مولویوں کا جو بڑے دیانتدار کہلاتے ہیں۔ جھوٹ بولنے سے بدتر دنیا میں اور کوئی برا کام نہیں۔ ایسے جھوٹ کو خدا نے رجس کے ساتھ مشاہدہ دی ہے مگر یہ لوگ رجس سے پرہیز نہیں کرتے ہم نے اس قدر وضاحت سے سعد اللہ کا مرحنا پیشگوئی کے مطابق ثابت کر کے لکھا ہے مگر کیا مولوی شاء اللہ صاحب مان لیں گے؟ نہیں بلکہ کوشش کریں گے کہ کسی طرح رد کریں۔ ان لوگوں کا خدا تعالیٰ سے جنگ ہے۔ نہیں دیکھتے کہ اگر یہ منصوبہ انسان کا ہوتا تو یہ برکات اس کے شامل حال نہ ہوتیں۔ کیا کوئی ایماندار خداۓ عزٰوجلّ کی نسبت ان افعال کو منسوب کر سکتا ہے کہ ایک شخص کو وہ دعوائے الہام کے بعد تمیں بتیں برس کی مہلت دے اور دن بدن اس کے سلسلہ کو ترقی بخشنے اور ایسے وقت میں جبکہ اس کے ساتھ ایک آدمی بھی نہیں تھا یہ بشارت اس کو دی کہ لاکھوں انسان تیرے سلسلہ میں داخل کئے جائیں گے اور کئی لاکھ روپیہ اور طرح طرح کے تھائے لوگ تھے دیں گے اور دور دور سے ہزار ہالوگ تیرے پاس آئیں گے یہاں تک کہ وہ راہ گھرے ہو جائیں گے اور ان میں گڑھے پڑ جائیں گے جن را ہوں سے وہ آئیں گے۔ تھے چاہیے کہ ان کی کثرت کی وجہ سے تو تحک نہ جائے اور ان سے بد اخلاقی نہ کرے۔ خدا تھے تمام دنیا میں شہرت دے گا اور بڑے بڑے نشان تیرے لئے دھلائے گا اور خدا تھے نہیں چھوڑے گا جب تک وہ رُشد اور گمراہی میں فرق کر کے نہ دھلاوے اور دشمن زور لگائیں گے اور طرح طرح کے مکار اور فریب اور منصوبے استعمال کریں گے مگر خدا انہیں نامراد رکھے گا۔ خدا ہر ایک قدم میں تیرے ساتھ ہو گا اور ہر ایک میدان میں تھے فتح دے گا۔ اور تیرے ہاتھ پر اپنے نور کو پورا کرے گا۔ دنیا میں ایک نذر یا پر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا لیکن خدا اُسے قبول کرے گا اور بڑے زور اور حملوں سے اُس کی سچائی ظاہر کر دے گا۔ میں اپنی چپکار دھلاوں گا اور اپنی قدرت نمائی سے تھے اٹھاؤں گا۔ میں تھے دشمنوں کے ہر ایک حملہ سے بچاؤں گا اگرچہ لوگ تھے نہ بچاویں۔ اگرچہ لوگ تیرے بچانے کی کچھ پروانہ رکھیں مگر میں تھے ضرور بچاؤں گا۔

یہ اُس زمانہ کے الہام ہیں جس پر تمیں برس سے زیادہ عرصہ گذر چکا ہے اور یہ تمام الہام

براہین احمدیہ میں شائع ہو چکے ہیں جن کے شائع ہونے پر اب چھپیں ۲۶ برس سے زیادہ عرصہ گذر گیا اور یہ وہ زمانہ تھا جس میں مجھے کوئی بھی نہیں جانتا تھا نہ کوئی موافق تھا نہ مختلف کیونکہ میں اُس زمانہ میں کچھ بھی چیز نہ تھا اور ایک احـد من النـاس اور زاویہ گـنـائـی مـیـں پـوشـیدـہ تـھـا پـھـر بـعـد اـس کـے آـہـتـہ آـہـتـہ تـرقـی ہـوـتـی اـور جـیـسا کـہ خـدا تـعـالـیـ نـے تمـیـس بـرـس پـہـلـے پـیـشـگـوـئـی کـی تـھـی وـہ سـب باـقـی ظـہـور مـیـں آـگـمـیں اـور اـب تـک کـئـی لاـکـھ اـنسـان قـادـیـاـن مـیـں آـکـر سـلـسلـہ بـیـعـت مـیـں دـاخـل ہـوـ چـکـا ہـے اـور درـحـقـیـقـت اـس کـثـرـت سـے لوـگ بـیـعـت کـے لـئـے قـادـیـاـن مـیـں آـئـے کـہ اـگـر مجـھـے یـہ الـہـام یـادـنـہ ہـوـتا وـہ لـاـ تـصـعـر لـخـلـق اللـہ وـہ لـاـ تـسـئـم مـن النـاس توـمـیـں انـکـی مـلـاقـاتـوـں سـے تـھـکـ جـاتـا اـور جـیـسا کـہ شـرـط ہـے طـرـیـق اـخـلـاق کـو بـجاـنـہ لـاـسـکـتـا مـگـر یـہ خـدا تـعـالـیـ کـا فـضـل اـور اـس کـی رـحـمـت ہـے کـہ اـس نـے انـ وـاـقـعـات سـے تمـیـس بـرـس پـہـلـے مجـھـے مجـھـکـوـان وـاـقـعـات کـی خـبـر دـے دـی اـور ڈـاـک خـانـوـں کـے رـجـسـٹـرـوـں سـے تـحـقـیـق ہـوـسـکـتا ہـے کـہ اـب تـک مـاـلـی فـتوـحـات مـیـں کـئـی لاـکـھ روـپـیـہ آـچـکـا ہـے اـور اـس سـے زـیـادـہ وـہ روـپـیـہ ہـے جـوـلوـگ خـود آـکـر دـیـتـے ہـیـں اـور بعض لوـگ خـطـوـط کـے ذـرـیـعـہ سـے نـوـٹ بـھـیـجـ دـیـتـے ہـیـں اـور تـجـمـیـعـاـتـیـں ۳۰۰۰ ہـزار کـے قـرـیـب اـس سـلـسلـہ کـی ہـرـاـیـک مـدـکـاـہـاـوـارـی خـرـقـ ہـے جـس سـے ظـاـہـرـ ہـے کـہ انـ دـنـوـں مـیـں ماـہـوـارـآـمـنـی بـھـی اـسـی قـدـر ہـے حـالـانـکـہ جـس زـمانـہ مـیـں انـ فـتوـحـاتـ مـالـیـہ کـی پـیـشـگـوـئـی بـراـہـیـن اـحمدـیـہ مـیـں شـائع ہـوـتـی تـھـی اـسـی زـمانـہ مـیـں کـوـئـی خـصـصـ اـیـک پـیـسـہ سـالـانـہ بـھـی نـہـیـں دـیـتا تـھـا اـور نـہ کـوـئـی اـمـید تـھـی اـور اـس پـیـشـگـوـئـی پـر تمـیـس بـتـیـس بـرـس گـذـرـ گـئـے اـور اـس زـمانـہ کـی ہـے جـبـکـہ سـالـ مـیـں اـیـک پـیـسـہ بـھـی کـسـی طـرـف سـے نـہـیـں آـتا تـھـا اـور نـہ کـوـئـی مـیرـی جـمـاعـت مـیـں دـاخـل تـھـا بلـکـہ مـیـں اـسـخـنـم کـی طـرـح تـھـا جـوـزـ مـیـں کـے انـدر پـوشـیدـہ ہـوـجـیـسا کـہ بـراـہـیـن اـحمدـیـہ مـیـں جـس کـے شـائع ہـونـے پـر چـھـپـیـں ۲۶ بـرـس گـذـرـ گـئـے خـدا تـعـالـیـ نـے مـیرـی نـسبـت یـہ گـواـہـی دـیـ ہـے اـور وـہ یـہ الـہـام ہـے۔ رـب لـا تـدـرـنـی فـرـدا وـاـنـت خـیـر الـوـارـثـیـن یـعنـی دـعاـکـرـ کـہ اـے خـدا مجـھـے اـکـیـلاـمـتـ حـچـھـوـڑـ۔ اـس سـے ظـاـہـرـ ہـے کـہ مـیـں اـس وقت جـبـکـہ یـہ پـیـشـگـوـئـی فـرـمـائـی گـئـی اـکـیـلاـ تـھـا اـور پـھـر دـوـسرـا الـہـام بـراـہـیـن اـحمدـیـہ مـیـں مـیرـی نـسبـت یـہ ہـے گـزـرـ ۴ اـخـرـج شـطـأـه یـعنـی مـیـں اـسـ نـیـجـ کـی طـرـح تـھـا جـوـزـ مـیـں مـیـں بـوـیـاـ گـیـا اـور نـہ صـرـف یـہ الـہـامـات ہـیـں بلـکـہ اـس قـصـبـہ کـے تـامـ لوـگ

اور دوسرے ہزار ہالوگ جانتے ہیں کہ اُس زمانہ میں درحقیقت میں اُس مردہ کی طرح تھا جو قبر میں صد ہا سال سے مدفون ہوا اور کوئی نہ جانتا ہوا کہ یہ کس کی قبر ہے بعد اس کے خدا تعالیٰ کی قدرت نے وہ جلوے دکھلائے کہ جو اس کی ہستی پر دلالت کرتے ہیں۔

﴿۲۹﴾

اور پھر خدا تعالیٰ نے اسی پر بس نہیں کی بلکہ صد ہادعاً میں میری قبول کیں جن میں سے نمونہ کے طور پر اس کتاب میں درج ہیں۔ ہر ایک نے جو میرے پر مقدمہ کیا اس میں میں نے ہی فتح پائی اور فتح سے پہلے مجھے خبر دی گئی کہ تیرا دشمن مغلوب ہو گا اور ہر ایک نے جو مجھ سے مقابلہ کیا آخر خدا نے یا تو اسے ہلاک کیا اور یا ذلت اور تنگی معاش کی زندگی اس کو نصیب ہوئی یا اس کی قطع نسل کی گئی اور ہر ایک جو میری موت چاہتا ہا اور بذبانبی کی آخر وہ آپ ہی مر گیا۔ اور اتنے نشان خدا نے میری تائید میں دکھلائے کہ وہ شمار سے باہر ہیں۔ اب کوئی خدا ترس جس کے دل میں خدا کی عظمت ہے اور کوئی داشتمند جس کو کچھ جیا اور شرم ہے یہ بتلوے کہ کیا یہ امر خدا تعالیٰ کی سنت میں داخل ہے کہ ایک شخص جس کو وہ جانتا ہے کہ وہ مفتری ہے اور خدا تعالیٰ پر جھوٹ بولتا ہے اس سے خدا تعالیٰ یہ معاملات کرے؟ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ جب سلسلہ الہامات کا شروع ہوا تو اُس زمانہ میں میں جوان تھا اب میں بوڑھا ہوا اور ستر سال کے قریب عمر پہنچ گئی اور اُس زمانہ پر قریباً پینتیس سال گذر گئے مگر میرا خدا ایک دن بھی مجھ سے علیحدہ نہیں ہوا۔ اُس نے اپنی پیشین گوئیوں کے مطابق ایک دنیا کو میری طرف جھکا دیا۔ میں مفلس ناوار تھا۔ اُس نے لاکھوں روپے مجھے عطا کئے اور ایک زمانہ دراز فتوحات مالی سے پہلے مجھے خبر دی اور ہر ایک مقابلہ میں مجھ کو فتح دی اور صد ہا میری دعا میں منظور کیں اور مجھ کو وہ نعمتیں دیں کہ میں شانہ نہیں کر سکتا۔ پس کیا یہ ممکن ہے کہ خدا تعالیٰ اس قدر فضل اور احسان ایک شخص پر کرے حالانکہ وہ جانتا ہے کہ وہ اُس پر افترا کرتا ہے جبکہ میں میرے مخالفوں کی رائے میں تیس تیس برس سے خدا تعالیٰ پر افترا کر رہا ہوں اور ہر روز رات کو اپنی طرف سے ایک کلام بناتا ہوں اور صحیح کہتا ہوں کہ یہ خدا کا کلام ہے اور پھر اس کی پاداش میں خدا تعالیٰ کا مجھ سے یہ معاملہ ہے کہ وہ جو اپنے زعم میں موسن کھلاتے ہیں اُن پر مجھے فتح دیتا ہے اور مقابلہ کے وقت میں اُن کو میرے مقابل پر ہلاک

کرتا ہے یا ذلت کی مار سے پامال کر دیتا ہے اور اپنی پیشین گوئیوں کے مطابق ایک دنیا کو میری طرف کھینچ رہا ہے اور ہزاروں نشان دکھلاتا ہے اور اس قدر ہر ایک میدان میں اور ہر ایک پہلو سے اور ہر ایک مصیبت کے وقت میں میری مدد کرتا ہے کہ جب تک اُس کی نظر میں کوئی صادق نہ ہوا یہی مدارس کی وہ کبھی نہیں کرتا اور نہ ایسے نشان اُس کے لئے ظاہر کرتا ہے۔ پھر بھی اگر مولوی ثناء اللہ صاحب جو آج کل ٹھہرے اور ہنسی اور توہین میں دوسرے علماء سے بڑھے ہوئے ہیں اس گندے طریق سے باز نہیں آتے تو میں بخوبی قبول کروں گا اگر وہ مجھ سے درخواست مبایلہ کریں لیکن امرت سر میں یہ مبایلہ نہیں ہوگا۔ ابھی تک مجھے وہ وقت بھولا نہیں جب میں ایک مجمع میں اسلام کی خوبیاں بیان کرنے کے لئے کھڑا ہوا تھا اور ہر ایک کو معلوم ہے کہ اس وقت اس جگہ کے اہل حدیث نے میرے ساتھ کیا معاملہ کیا اور کس طرح شور کر کے اور پورے طور پر سفاہت دکھلا کر میری تقریر بند کرادی اور جب میں سوار ہوا تو اینیں اور پھر میری طرف چلائے اور حکام کی بھی کچھ پرانی کی۔ پس ایسی جگہ مبایلہ کے لئے موزوں نہیں ہاں قادیان موزوں ہے اور اس جگہ میں خود مولوی ثناء اللہ صاحب کی عزت اور جان کا ذمہ وار ہوں اور آمد و رفت کا گل خرچ جو امر تسری سے قادیان تک ہوگا میں ہی دے دوں گا مگر یہ شرط ہوگی کہ دو گھنٹے تک پہلے میں اپنی سچائی کے وجود ہات اُن کو سناوں گا۔

اور اگر وہ قادیان میں آنا گوارانہ کریں تو اس طرح بھی مبایلہ ہو سکتا ہے کہ اس کتاب حقیقتہ الموحی میں جو کچھ میں نے اپنی سچائی ثابت کرنے کے دلائل لکھے ہیں ان کی نسبت مولوی ثناء اللہ صاحب کا

☆ یہ عجیب بات ہے کہ چودھویں صدی کے سر پر جس قدر بجز میرے لوگوں نے مجدد ہونے کے دعوے کے تھے جیسا کہ نواب صدیق حسن خان بھوپال اور مولوی عبدالحکیم لکھنؤوہ سب صدی کے اوائل دنوں میں ہی ہلاک ہو گئے اور خدا تعالیٰ کے فضل سے اب تک میں نے صدی کا چہارم حصہ اپنی زندگی میں دیکھ لیا ہے اور نواب صدیق حسن خان صاحب اپنی کتاب حجج الکرامہ میں لکھتے ہیں کہ سچا مجدد وہی ہوتا ہے کہ جو صدی کا چہارم حصہ پالے۔ اب اے مخالف! کسی بات میں تو اضاف کرو آخوند اسے معاملہ ہے۔ منہ

امتحان مبایلہ سے پہلے کروں گا اور وہ صرف دس سوال ہوں گے کہ متفرق مقامات کتاب حقیقتہ الوجی میں سے اُن سے دریافت کئے جائیں گے تا معلوم ہو کہ انہوں نے بغور تمام کتاب کو دیکھ لیا ہے پس اگر انہوں نے ان سوالوں کا جواب کتاب کے موافق دے دیا تو تحریری مبایلہ جانبین کی طرف سے شائع ہو جائے گا۔ اگر اس طریق پر وہ راضی ہوں تو ایک نسخہ کتاب حقیقتہ الوجی کا میں ان کی طرف روانہ کروں گا اور روز کا جھگڑا اس سے فیصلہ پا جائے گا اور ان کا اختیار ہو گا کہ کتاب پہنچنے کے بعد امتحان مذکورہ بالا کی تیاری کے لئے ایک دو ہفتہ تک مجھ سے مہلت مانگ لیں۔

میں سچ سچ کہتا ہوں کہ وہ اور ان کے دوسرے بھائی علماء میری تکذیب کے وقت خدا تعالیٰ کی شریعت کی کچھ بھی پروانہیں کرتے بلکہ اپنی طرف سے ایک نئی شریعت بناتے ہیں۔ کیا مولوی کہلا کر اُن کو یہ بھی خبر نہیں کہ وعدید کی پیشگوئیوں کا تکلف جائز ہے اور جس کسی کے حق میں خدا تعالیٰ وعدید کی پیشگوئی کرے اور وہ تو بہ اور تضرع زاری کرے اور شوٹی نہ دھکلو اے تو وہ پیشگوئی مل سکتی ہے جیسا کہ قوم کی تضرع اور زاری سے یونس نبی کی پیشگوئی مل گئی جس سے یونس نبی کو بڑا ابتلاء پیش آیا اور وہ پیشگوئی کے مل جانے سے رنجیدہ ہوا اس لئے خدا نے اس کو مچھلی کے پیٹ میں ڈال دیا۔ اور جب خدا تعالیٰ کے ایسے تصرفات پر شک کرنے سے ایک مقبول نبی مور دعاً ہوا اور موت کے قریب اس کی نوبت پہنچی تو پھر ان لوگوں کا کیا حال ہو گا کہ صرف انکار ہی نہیں بلکہ ہزاروں شوخیوں اور بے ادبیوں کے ساتھ خدا تعالیٰ کے ایسے تصرفات سے انکار کرتے ہیں اور نہایت بے باکی سے بار بار کہتے ہیں کہ آنکھم کی نسبت پیشگوئی پوری نہیں ہوئی اور شرط کا ذکر بھی نہیں کرتے۔ کیا یہی دیانت ہے کیا یہی ایمان داری ہے۔ یونس نبی کی پیشگوئی میں تو کوئی شرط بھی نہیں تھی پھر خدا نے قوم کا تضرع اور گریہ و بکار دیکھ کر عذاب کو ظال دیا۔ اسی طرح مولوی ثناء اللہ صاحب احمد بیگ کے داماد کا بار بار ذکر کرتے ہیں کہ وہ پیشگوئی کے مطابق فوت نہیں ہوا اور ان کو خوب معلوم ہے کہ وہ پیشگوئی دو شاخوں پر مشتمل تھی۔ ایک شاخ احمد بیگ کی نسبت تھی سوا حمد بیگ عین پیشگوئی کے مطابق میعاد کے اندر فوت ہو گیا سو افسوس کہ ثناء اللہ اور دوسرے مخالف احمد بیگ کی وفات

کا ذکر بھی نہیں کرتے اور دوسری شاخ کا ذکر کرتے ہیں یعنی یہ کہ اُس کا داماد تک زندہ ہے۔
 یہ ہے دیانت ان لوگوں کی کہ جو سچائی ظہور میں آگئی اس کو چھپاتے ہیں اور جس کی ابھی انتظار
 ہے اس کو بصورت اعتراض پیش کر دیتے ہیں اور خوب جانتے ہیں کہ احمد بیگ اور اس کے داماد کی
 نسبت بھی پیشگوئی آنکھم کی پیشگوئی کی طرح شرطی تھی اور شرط کے الفاظ جو شائع ہو چکے ہیں یہ ہیں۔
 ایتھا المرأة توبى توبى فان البلاء على عقبك ۱۔ عورت تو بہ کرت وہ کر کیونکہ
 بلا تیری دختر اور دختر کی دختر پر ہے۔ یہ خدا کا کلام ہے جو پہلے سے شائع ہو چکا ہے۔ پھر جبکہ احمد
 بیگ کی موت نے جو اس پیشگوئی کی ایک شاخ تھی اس کے اقارب کے دلوں میں سخت خوف پیدا
 کر دیا اور ان کو خیال آیا کہ دوسری شاخ بھی معرض خطر میں ہے کیونکہ ایک ٹانگ اس پیشگوئی کی
 میعاد کے اندر رٹٹ چکی تھی تب ان کے دل خوف سے بھر گئے اور صدقہ خیرات دیا اور تو بہ استغفار
 میں مشغول رہے تو خدا تعالیٰ نے اس پیشگوئی میں بھی تاخیر ڈال دی اور جیسا کہ میں ابھی بیان کر
 چکا ہوں ان لوگوں کی خوف کی وجہ تھی کہ یہ پیشگوئی نہ صرف احمد بیگ کے داماد کی نسبت تھی بلکہ خود
 احمد بیگ کی موت کی نسبت بھی تھی اور پہلا نشانہ اس پیشگوئی کا وہی تھا بلکہ مقدم بالذات وہی تھا۔
 پھر جب احمد بیگ میعاد کے اندر مر گیا اور کمال صفائی سے اس کی نسبت پیشگوئی پوری ہو گئی تب اس
 کے اقارب کے دل سخت خوف سے بھر گئے اور اتنے روئے کہ ان کی چھینیں اس قصبه کے کناروں
 تک جاتی چھینیں اور بار بار پیشگوئی کا ذکر کرتے تھے اور جہاں تک ان سے ممکن تھا تو بہ اور استغفار
 اور صدقہ خیرات میں مشغول ہوئے تب خدائے کریم نے اس پیشگوئی میں بھی تاخیر ڈال دی۔

یاد رہے کہ مولوی شاہ اللہ نے صرف ان پیشگوئیوں پر اعتراض نہیں کیا بلکہ محض افترا کے طور پر جو جنگ است خوری
 میں داخل ہے میری پیشگوئیوں پر اور جملے بھی کئے ہیں مگر جو کہ خدا تعالیٰ تازہ تازہ جواب دے رہا ہے اس لئے اس کے
 افتراوں کی کچھ بھی پرواہ نہیں۔ منہ

حاشیہ: یہ لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ اس پیشگوئی کے پورے ہونے کے لئے کوشش کی گئی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ
 یہ لوگ یا تو قرآن شریف سے بے خبر ہیں اور یا اندر ہی اندر جامہ ارتدا پہن لیا ہے۔ اے نادانو! خدا نے پیشگوئیوں
 کے پورے کرنے کے لئے کوششوں کو حرام نہیں کیا۔ کیا تم کو وہ حدیث بھی یاد نہیں جس میں لکھا ہے کہ حضرت عمرؓ نے
 ایک پیشگوئی کے پورا کرنے کے لئے ایک صحابی کو سونے کے کڑے پہنادیئے تھے اور یہ بھی حدیث ہے کہ اگر کوئی رویا
 دیکھو اور اس کو خود پورا کر سکتے ہو تو اپنی کوشش سے اس خواب کو کچھی کر دو۔ منہ

پس یہ کس قدر بے حیائی کا طریق ہے کہ باوجود علم اس بات کے کہ عبید کی پیشگوئیاں مل سکتی ہیں اور ہمیشہ ٹھیک رہتی ہیں پھر بھی شور مچانا کہ پیشگوئی پوری نہیں ہوئی معلوم ہوتا ہے کہ ان لوگوں کو خدا تعالیٰ پر ایمان ہی نہیں۔ آخر شوخی اور انکار کی ایک حد ہے۔ حد سے بڑھنا خدا تعالیٰ کے عذاب کی نشانی ہے۔ مجھے بار بار تجب آتا ہے کہ طاغون سر پر ہے اور بڑے بڑے زلزالوں کا خداناے وعدہ دیا ہے اور آثارِ قیامت ظاہر ہیں۔ پھر معلوم نہیں کہ یہ لوگ کیوں ڈرتے نہیں۔ آسی وجہ سے مجھے آج یہ لکھنا پڑا کہ اگر مولوی ثناء اللہ امرتسری اپنی شوخیوں سے بازنہیں آتا تو اس کا یہی علاج ہے کہ مبالغہ کی درخواست کرے۔ یہ بھی اُس کی بد قسمتی ہے کہ چند متضاد حدیثوں پر نازکر کے خدا تعالیٰ کے تازہ نشانوں سے انکار کرتا ہے اور عبید کی پیشگوئیوں کو عوام کو دھوکہ دینے کے لئے

☆ حاشیہ: میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر یہ بیان کرتا ہوں کہ اس بارے میں خود اپنی ذات کی نسبت اور اپنے دوستوں کی نسبت صاحب تحریر ہوں کہ صحیح ایک بلا نازل ہونے کی پیشگوئی خدا نے فرمائی اور شام کو وہ کثرت دعا کی وجہ سے مل گئی اور یہ مجھے بشارت دی گئی کہ ہم نے اس بلا کوٹاں دیا۔ پس اگر میری تکذیب کے لئے یہی دلائل دشمنوں کے ہاتھ میں ہیں تو صدقہ ناظریں اس کی خود میری سوانح اور میرے عزیزوں کے سوانح میں موجود ہیں تجب کہ ہمارے خلاف ان تمام قصوں کو بھی بھول جاتے ہیں جو خود تفسیروں اور حدیثوں میں پڑھتے ہیں چنانچہ ان کی تفسیروں میں لکھا ہے کہ ایک بادشاہ بنی اسرائیل میں تھا اور وقت کے پیغمبر نے اُس کی نسبت یہ پیشگوئی کی تھی کہ وہ پندرہ دن کے اندر مر جائے گا۔ وہ اس پیشگوئی کو سُن کر بہت روایا اور اس قدر روایا کہ اُس پیغمبر پر دوبارہ وہی نازل ہوئی کہ ہم نے اُس کے پندرہ دن پندرہ سال سے بدل دیئے۔ یہ پیشگوئی اب تک بائبل میں بھی موجود ہے جس کا جی چاہے دیکھ لے۔ منہ

آن ۲۸ فروری ۱۹۰۴ء کو بوقت صحیح روز پنجشنبہ یہ اہم ہوا سخت زلزلہ آیا اور آج بارش بھی ہوگی۔ خوش آمدی نیک آمدی۔ منہ

● یاد رہے کہ یہ دعویٰ کما حدیث سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے نازل ہونا ثابت ہے بالکل جھوٹ ہے کیونکہ حدیث صحیح سے ثابت ہے کہ صحیح آنے والا اسی امت میں سے ہوگا۔ بس اس تکلف کی کیا ضرورت ہے کہ حضرت عیسیٰ کو آسمان سے نازل کر کے امت میں داخل کیا جائے اور نبوت سے معطل کیا جائے۔ کیا خدا تعالیٰ الیاس نبی کی طرح اسی امت میں سے عیسیٰ پیدا نہیں کر سکتا بکہ اس کے لئے ایک نظیر موجود ہے تو اس قدر تکلفات کی کیا حاجت ہے۔

بار بار پیش کرتا ہے اور خود جانتا ہے کہ کبھی وعید کی پیشگوئی کو ٹال دینا سنت اللہ میں داخل ہے۔ اس بات کو کون نہیں جانتا کہ صدقہ اور خیرات اور تضرع اور دعا سے رد بلا ہو سکتا ہے۔ تمام نبیوں کا اس پر اتفاق ہے۔ پھر اگر بلا والی پیشگوئی ٹل نہیں سکتی تو پھر رد بلا کے کیا معنی ہوئے؟ اور یاد رہے کہ جس قسم کی مسح موعود اور مہدی معہود کی نسبت پیشین گوئیاں ہیں قدیم سے سنت اللہ یہی ہے کہ ایسی پیشگوئیاں ابتلا اور امتحان سے خالی نہیں ہوتیں اور ان میں اجمال ہوتا ہے۔ اسی وجہ سے قبل از وقوع ان کی اصل حقیقت سمجھنے میں دھوکہ پڑ سکتا ہے اور ان کے معنی آخر پر جا کر کھلتے ہیں۔ اسی وجہ سے یہود کو باوجود موجود ہونے پیشگوئی کے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں تھی یہ نصیب نہ ہوا کہ ایمان لے آؤیں۔ اگر اس پیشگوئی میں یہ تصریح ہوتی کہ اس آخری رسول کا نام محمد ہوگا (صلی اللہ علیہ وسلم) اور اس کے باپ کا نام عبد اللہ ہوگا اور اُس کا مولد مکہ ہوگا اور اُس کا ہجرت گاہ مدینہ ہوگا اور وہ موسیٰ نبی سے اتنی مدت بعد پیدا ہوگا اور بنی اسرائیل میں تو بد قسمت یہودی انکار کر کے واصل جہنم نہ ہوتے اور اگر حضرت عیسیٰ کی نسبت پیشگوئی میں بصریح بیان کیا جاتا کہ وہ یا مسیح کا ملکہ ہوگا تو پھر بدجنت یہود ہونا ضروری ہے وہ یَحْيَیٰ زکریا کا میثا ہوگا اور آسمان سے کوئی نازل نہیں ہوگا تو پھر بدجنت یہود حضرت عیسیٰ سے انکار کر کے کیوں دوزخ میں پڑتے۔ پس جبکہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت جو پیشگوئی تھی وہ بھی امتحان سے خالی نہیں تھی جس کے بارے میں تصریح نہایت

باقیہ حاشیہ: اور پھر انہیں حدیثوں میں یہ بھی لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج کی رات میں حضرت عیسیٰ کو فوت شدہ انبیاء میں دیکھا اور حضرت یحییٰ کے پاس بیٹھے دیکھا۔ توب اُن کے فوت ہونے میں کیا شک رہا۔ اور پھر دوسری طرف قرآن شریف صاف طور پر اُن کی وفات کی گواہی دیتا ہے۔ کیا آیت فلمما توفیتني اُن کی وفات پر قطعیۃ الدلالت نہیں اور رفع جسمانی پر کیوں زور دیتے ہیں۔ کیا رفع روحانی نہیں ہوا کرتا اور آیت تو خود کہتی ہے کہ رفع روحانی ہے کیونکہ توفیٰ کے بعد اس کا ذکر ہے۔ اور یہ اعتراض کیوں کرتے ہیں کہ اس کے ساتھ مہدی بھی آنا چاہیے تھا۔ کیا یہ حدیث یاد نہیں رہی کہ لا مہدی الا عیسیٰ۔ منه

مفید تھی اور عام مخلوق کے لئے نہایت ضروری تھی جبکہ اس پیشگوئی کے سمجھنے میں بھی لوگوں نے ٹھوکریں کھائیں تو پھر دوسری پیشگوئیوں کے سمجھنے میں غلطی کرنا قرین قیاس ہے۔ اور ایسا ہی جو حضرت عیسیٰ کی نسبت پیشگوئی تھی وہ بھی امتحان سے خالی نہیں تھی تو پھر مسح موعود اور مہدی مسعود کی نسبت پیشگوئی کیوں کر امتحان سے خالی ہو سکتی ہے۔ کیا جیسا کہ سمجھا جاتا تھا اور جیسا کہ یہود کے علماء کا خیال تھا اور آج تک خیال ہے الیاس بنی دوابارہ حضرت عیسیٰ سے پہلے دنیا میں آگیا؟ پھر کس طرح حضرت عیسیٰ کے دوابارہ آنے کی امید رکھی جاتی ہے۔ ایمانداروں کی یہی علامت ہے کہ جب ایک موقعہ میں ایسا خیال جھوٹا ثابت ہو گیا تو پھر چاہیے کہ عمر بھراں کا نام لیں۔ یہود کی امید یہ الیاس کے دوابارہ آنے کے بارے میں کہاں پوری ہو گئیں کہ اب مسلمانوں کی امید یہ پوری ہو جائیں گی لا یلدغ المؤمن من جحر واحد مرتین۔ یقین تو یہ ہے کہ ایسی عظیم الشان پیشگوئیوں کی حقیقت کو وہ زمانہ کھوتا ہے جو ان کے ظہور کا زمانہ ہوتا ہے اور اس سے پہلے متقی اور پرہیز گار لوگ خدا تعالیٰ کی پیشگوئیوں پر ایمان تولا تے ہیں مگر ان کی تفاصیل کو خدا کے حوالے کر دیتے ہیں اور جو لوگ اپنی طرف سے قبل از وقت دخل دیتے ہیں اور اس پر ضد کرتے ہیں وہی ٹھوکر کھاتے ہیں۔

(۲) مجملہ خدا تعالیٰ کے نشانوں کے جو میری تائید میں ظاہر ہوئے نواب صدیق حسن خان وزیر ریاست بھوپال کے بارہ میں نشان ہے اور وہ یہ ہے کہ نواب صدیق حسن خان نے بعض اپنی کتابوں میں لکھا تھا کہ جب مہدی معہود پیدا ہوگا تو غیر مذاہب کے سلاطین گرفتار کر کے اس کے سامنے پیش کئے جائیں گے اور یہ ذکر کرتے کرتے یہ بھی بیان کر دیا کہ چونکہ اس ملک میں سلطنت برطانیہ ہے اس لئے معلوم ہوتا ہے کہ مہدی کے ظہور کے وقت اس ملک کا عیسائی بادشاہ اسی طرح مہدی کے رو برو پیش کیا جائے گا۔ یہ الفاظ تھے جو انہوں نے اپنی کتاب میں شائع کئے تھے جواب تک ان کی کتابوں میں موجود ہیں اور یہی موجب بغاوت سمجھے گئے اور یہ ان کی غلطی تھی کہ انہوں نے ایسا لکھا کیونکہ ایسے خونی مہدی کے بارہ میں کوئی حدیث صحیح ثابت نہیں بلکہ محمد شین کا اتفاق ہے کہ مہدی اُغازی کے بارہ میں جس قدر حدشیں ہیں کوئی بھی

ان میں جرح سے خالی نہیں سب مغوش اور صحت کے درجہ سے گری ہوئی ہیں البتہ مسح موعود کے آنے کے لئے بہت سی حدیثیں موجود ہیں سوان کے ساتھ یہ بھی الفاظ موجود ہیں کہ وہ جہاد نہیں کرے گا۔ اور کفار کے ساتھ کوئی لڑائی نہیں کرے گا اور اس کی فتح مغض آسمانی نشانوں سے ہوگی۔ چنانچہ صحیح بخاری میں مسح موعود کی نسبت حدیث یضع الحرب موجود ہے یعنی جب مسح موعود آئے گا تو جنگ اور جہاد کی رسم کو اٹھا دے گا اور کوئی جنگ نہیں کرے گا اور صرف آسمانی نشانوں اور خدا تعالیٰ تصرفات سے دین اسلام کو زمین پر پھیلائے گا۔ چنانچہ میرے وقت میں اب یہ آثار دنیا میں موجود بھی ہو رہے ہیں اور یہی حق ہے اور میں جو خدا تعالیٰ کی طرف سے مسح موعود ہوں خدا نے مجھے یہ حکم نہیں دیا کہ میں جہاد کروں اور دین کے لئے لڑائیاں کروں بلکہ مجھے یہ حکم دیا ہے کہ میں نرمی کروں اور دین کی اشاعت کے لئے خدا سے مدد مانگوں اور آسمانی نشان اور آسمانی حملہ طلب کروں اور مجھے اُس خدائے قدیر نے وعدہ دیا ہے کہ میرے لئے بڑے بڑے نشان دکھائے جائیں گے اور کسی قوم کو طاقت نہیں ہوگی کہ میرے خدا کے مقابل پر جو آسمان سے میری مدد کرتا ہے اپنے باطل خداوں کا کوئی نشان ظاہر کر سکیں۔ چنانچہ میرا خدا اب تک میری تائید میں صد بانشان ظاہر کر چکا ہے۔

پس نواب صدیق حسن خان کا یہ خیال صحیح نہیں تھا کہ مہدی کے زمانہ میں جبر کر کے لوگوں کو مسلمان کیا جائے گا۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ لَا إِكْرَاهَ فِي الدِّينِ لے یعنی دین اسلام میں جبر نہیں ہے ہاں عیسائی لوگ ایک زمانہ میں جبرا لوگوں کو عیسائی بناتے تھے مگر اسلام جب سے ظاہر ہوا وہ جبر کے مخالف ہے جبرا لوگوں کا کام ہے جن کے پاس آسمانی نشان نہیں مگر اسلام تو آسمانی نشانوں کا سمندر ہے۔ کسی نبی سے اس قدر مجوزات ظاہر نہیں ہوئے جس قدر ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کیونکہ پہلے نبیوں کے مجوزات ان کے مرنے کے ساتھ ہی مر گئے مگر

☆ یہ بات قرین قیاس بھی ہے کہ جب مسح کے نفس سے یعنی اُس کی توجہ سے کافر خود بخود مرتے جائیں گے تو پھر باوجود موجود ہونے ایسے مجرمہ کے توارثاً ہانا بالکل غیر معقول ہے۔ ظاہر ہے کہ جب خدا تعالیٰ خود دشمنوں کو مارتا جائے گا تو پھر توارثاً ہانے کی حاجت ہی کیا ہے۔ منه

ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مجازات اب تک ظہور میں آ رہے ہیں اور قیامت تک ظاہر ہوتے رہیں گے جو کچھ میری تائید میں ظاہر ہوتا ہے دراصل وہ سب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مجازات ہیں۔ مگر کہاں ہیں وہ پادری یا یہودی یا اور قومیں جوان نشانوں کے مقابل پرشان دکھلا سکتے ہیں۔ ہرگز نہیں! ہرگز نہیں!! اگرچہ کوشش کرتے کرتے مر بھی جائیں تب بھی ایک نشان بھی دکھلانہیں سکتے کیونکہ ان کے مصنوعی خدا ہیں سچے خدا کے وہ پیر نہیں ہیں۔ اسلام مجرمات کا سمندر ہے اس نے کبھی جرنیہیں کیا اور نہ اس کو جرم کی کچھ ضرورت ہے۔

پہلی اڑائیوں کی صرف بنیاد یہ تھی کہ قریش نے مکہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر بڑے بڑے ظلم کئے اور بہت سے صحابہ قتل کر دیئے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ سے نکال دیا تھا پس وہ اپنی نہایت درجہ کی شرارت اور ظلم کی وجہ سے اس لائق ہو گئے تھے کہ ان کو ان جرائم کی سزا دی جائے۔ پس جن لوگوں نے تلوار اٹھائی تھی وہ تلوار سے ہی ہلاک کئے گئے۔ ہاں نہایت درجہ کی رحمت سے ایک رعایت ان کو دی گئی کہ اگر وہ اسلام لاویں تو ان کے جرائم بخشن دیئے جاویں گے اور یہ جرم نہیں ہے بلکہ ان کی مرضی پر چھوڑا گیا تھا۔ اور کون ثابت کر سکتا ہے کہ ان کے ان جرائم اور شرارتوں سے پہلے ان پر تلوار اٹھائی گئی تھی☆۔ وہ نادان پادری اور آریہ جن کو خواہ مخواہ اسلام سے ایک کینہ ہے محض افڑا کے طور پر ایسی باتیں منہ پر لاتے ہیں اور نادان مولوی محض اپنی جہالت سے ان کو مدد دیتے ہیں۔ یہ ہرگز صحیح نہیں ہے کہ اسلام تلوار کے زور سے پھیلا ہے بلکہ کامل تعلیم کے زور سے پھیلا ہے اور نشانوں کے زور سے پھیلا ہے۔ اسلام کے مقابل پر عیسائی مذہب کو اگر رکھا جائے تو صاف نظر آئے گا کہ اسلام ایک ایسا خدا پیش کرتا ہے جو اپنی تمام قدرتوں اور عظمتوں اور تقدسوں میں کامل ہے اور بے مثل و

☆ تلوار ہرگز نہیں اٹھائی گئی بلکہ تیرہ برس تک برابر کافروں کے انواع و اقسام کے ظلم اور خوزیزیوں پر صبر کیا گیا اور بعد اس کے جب وہ لوگ حد سے بڑھ گئے تب ان کے مقابلہ کا اذن دیا گیا پس یہ جنگ صرف دفاعی جنگ اور جرائم پیشہ کو محض سزادینے کی غرض سے تھی تاز میں خونی مفسدوں سے پاک کی جائے۔ منه

بے ماند۔ اور عیسائی مذہب ایک ایسا خدا پیش کرتا ہے کہ جو مغلوق اور کمزور اور عاجز ہے جو یہودیوں کے ہاتھ سے طرح طرح کے دکھ اٹھاتا رہا اور ایک گھنٹہ میں گرفتار ہو کر حوالات میں کیا گیا اور پھر آخر عیسائیوں کے عقیدہ کے موافق مصلوب ہوا۔ ایسا خدا دوسرا مشرکوں کے مصنوعی خداوں کی نسبت کیا امتیاز رکھتا ہے اور نیز عقل کب تسلیم کر سکتی ہے کہ تمام مدار رحمت کا خدا کے چنانی دینے پر ہے اور جب ایک مرتبہ خدا مر گیا تو پھر اس کی زندگی سے امان اٹھ گیا اور اس پر کیا دلیل ہے کہ وہ پھر نہیں مرے گا؟ جو خدا ہو کر مر بھی سکتا ہے اس کی پوجا کرنا لغو ہے وہ کس کو بچائے گا جب اپنے تمیں بچانے کا۔ مکہ کے بت پرستوں کا بھی یہی حال تھا اور عقل اس بات کو کیونکر قبول کر سکتی ہے کہ ایک بت اپنے ہاتھ سے بنائے اس کی پوجا کی جاوے۔ مسیحیوں کا خدا مشرکوں کے بتوں سے زیادہ کوئی قدرت ظاہر نہیں کر سکا اور اسلام کا خدا اُن سب پر غالب ہے یا رغالب شوکہ تا غالب شوی ہمارے خدا کے مجراط عظیمہ نے جو زندہ خدا ہے بطور معائنہ لوگوں کو یقین دلا دیا کہ خداوتی خدا ہے جو اسلام کا خدا ہے چنانچہ آج تک جو جو مجراط اسلام کا خدا ظاہر کرتا رہا ہے اور کوئی شخص اس کے مقابل کوئی مجرزہ نہیں دھلا سکتا۔

مگر چونکہ نواب صدیق حسن خان کے دل میں خشک وہابیت کا خمیر تھا اس لئے انہوں نے غیر قوموں کو صرف مہدی کی تلوار سے ڈرایا اور آخر کپڑے گئے اور نواب ہونے سے معطل کئے گئے اور بڑی انکسار سے میری طرف خط لکھا کہ میں اُن کے لئے دعا کروں تب میں نے اس کو قابلِ رحم سمجھ کر اُس کے لئے دعا کی تو خدا تعالیٰ نے مجھ کو مناسب کر کے فرمایا کہ سرکوبی سے اس کی عزت بچائی گئی۔ میں نے یہ اطلاع بذریعہ خط اُن کو دے دی اور کئی اور لوگوں کو بھی جوان دنوں میں مخالف تھے یہی اطلاع دی چنانچہ محبمہ اُن کے حافظ محمد یوسف ضلعدار نہر حال پیش نہ ساکن امرتسر اور مولوی محمد حسین بٹالوی ہیں۔ آخر کچھ حدت کے بعد ان کی نسبت گورنمنٹ کا حکم آگیا کہ صدیق حسن خان کی نسبت نواب کا خطاب قائم رہے۔ گویا یہ سمجھا گیا کہ جو کچھ اُس نے بیان کیا ایک مذہبی پرانا خیال ہے جو ان کے دل میں تھا بغاوت کی نیت نہیں تھی۔

☆ نواب صدیق حسن خان پر جو یہ ابتلاء پیش آیا وہ بھی میری ایک پیشگوئی کا نتیجہ ہے جو برائیں احمد یہ میں درج ہے انہوں نے میری کتاب برائیں احمد یہ کو چاک کر کے واپس بھیج دیا تھا۔ میں نے دعا کی تھی کہ ان کی عزت چاک کر دی جائے سو ایسا ہی ظہور میں آیا۔ (کتاب برائیں احمد یہ)۔ منه

(۵) پانچواں نشان ایک پیشگوئی ہے جو سالہ ریویو آف ریچرچز بابت ماہ مئی ۱۹۰۶ء کے ٹائش بیج کے آخری ورق کے پہلے حصہ میں درج ہے اور وہی پیشگوئی اخبار بدرجہ نمبر ۵ مئی ۱۹۰۶ء مورخہ ۱۹ ارمنی ۱۹۰۶ء میں مندرج ہے اور ایسا ہی وہی پیشگوئی اخبار الحکم مورخہ ۵ مئی ۱۹۰۶ء اور نیز پرچہ الحکم مورخہ ۱۹ ارمنی ۱۹۰۶ء میں مع تشریح درج ہو کر شائع ہو چکی ہے چنانچہ پہلے ہم اُس پیشگوئی کو اس جگہ لکھنے ہیں جو رسالہ مذکورہ اور دونوں اخباروں میں درج ہو چکی ہے۔ اور بعد میں جس طرح وہ پوری ہوئی اُس کو لکھیں گے۔ اور وہ پیشگوئی مع اُسی زمانہ کی تشریح کے یہ ہے۔ ”الہام ۵ مئی ۱۹۰۶ء پھر بہار آئی تو آئے ٹلچ کے آنے کے دن۔ ٹلچ کا لفظ عربی ہے اس کے یہ معنی ہیں کہ وہ برف جو آسمان سے پڑتی ہے اور شدت سردی کا موجب ہو جاتی ہے اور بارش اُس کے لوازم میں سے ہوتی ہے اس کو عربی میں ٹلچ کہتے ہیں ان معنوں کی بنا پر اس پیشگوئی کے یہ معنی معلوم ہوتے ہیں کہ بہار کے دنوں میں ہمارے ملک میں خدا تعالیٰ غیر معمولی طور پر یہ آفتیں نازل کرے گا اور برف اور اس کے لوازم سے شدت سردی اور کثرت بارش ظہور میں آئے گی (یعنی کسی حصہ دنیا میں جو برف پڑے گی وہ شدت سردی کا موجب ہو جائے گی) اور دوسرے معنی اس کے عربی میں اطمینان قلب حاصل کرنا ہے یعنی انسان کو کسی امر میں ایسے دلائل اور شواہد میسر آ جائیں جن سے اُس کا دل مطمئن ہو جائے اسی وجہ سے کہتے ہیں کہ فلاں تحریر موجب ٹلچ قلب ہو گئی یعنی ایسے دلائل قاطعہ بیان کئے گئے کہ جن سے بلکلی اطمینان ہو گیا اور یہ لفظ کبھی خوشی اور راحت پر بھی استعمال کیا جاتا ہے جو اطمینان قلب کے بعد پیدا ہوتی ہے۔ یہ تو ظاہر ہے کہ جب انسان کا دل کسی امر میں پوری تسلی اور سکیپیت پالیتا ہے تو اس کے لوازم میں سے ہے کہ خوشی اور راحت ضرور ہوتی ہے۔ غرض یہ پیشگوئی ان پہلوؤں پر مشتمل ہے۔ اس پیشگوئی پر غور کرنے سے ذہن ضروری طور پر اس بات کو محسوس کرتا ہے کہ اگر خدا تعالیٰ کے نزدیک اس جگہ ٹلچ کے دوسرے معنی ہیں یعنی یہ کہ ہر ایک شبہ اور شک کو دور کرنا اور پوری تسلی بخشنا تو اس جگہ اس فقرہ سے یہ بھی مراد ہو گی کہ چونکہ گذشتہ دنوں میں زیاروں کی نسبت کچھ طبع لوگوں نے شبہات بھی پیدا کئے تھے

اور تلخ قلب یعنی کلی اطمینان سے محروم رہ گئے تھے اس لئے بہار کے موسم میں ایک ایسا نشان ظاہر ہو گا جس سے تلخ قلب ہو جائے گا اور گذشتہ شکوک و شبہات بلکلی دور ہو جائیں گے اور جدت پوری ہو جائے گی۔ اس الہام پر زیادہ غور کرنے سے یہی قرین قیاس معلوم ہوتا ہے کہ بہار کے دنوں تک نہ صرف ایک نشان بلکہ کئی نشان ظاہر ہو جائیں گے اور جب بہار کا موسم آئے گا تو اس قدر متواتر نشانوں کی وجہ سے دلوں پر اثر ہو گا کہ مخالفوں کے منہ بند ہو جائیں گے اور حق کے طالبوں کے دل پوری تسلی پائیں گے اور یہ بیان اس بنا پر ہے کہ جب تلخ کے معنی تسلی پانا اور شکوک اور شبہات سے رہا ہو جانا سمجھے جائیں لیکن اگر برف اور بارش کے معنی ہوئے تو خدا تعالیٰ کوئی اور سماوی آفات نازل کرے گا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

یہ پیشگوئی جمیع تشریح رسالہ ریویوآف ریلیجنز اور پرچہ اخبار بدرا اور الحکم میں اس کے ظہور سے نو ماہ پہلے لکھی گئی تھی اور ظہور کے لئے بہار کا موسم معین کیا گیا تھا۔ صفائی سے پوری ہو گئی یعنی جب عین بہار کا موسم آیا اور باعث پھولوں اور شنگوں سے بھر گئے تب خدا تعالیٰ نے اپنا وعدہ اس طرح پر پورا کیا کہ کشمیر اور یورپ اور امریکہ کے ملکوں میں برف باری حد سے زیادہ ہوئی جس کی تفصیل ابھی ہم انشاء اللہ چند اخباروں کے حوالہ سے لکھیں گے لیکن اس ملک میں بھوجب نہشاء پیشگوئی کے خاص اس حصہ ملک میں وہ شدت سردی اور کثرت بارش ہوئی کہ ملک فریاد کر اٹھا اور ساتھ ہی بعض حصہ میں اس ملک کے اس قدر برف پڑی کہ لوگ حیران ہو گئے کہ کیا ہونے والا ہے چنانچہ آج ہی ۱۹۰۷ء کو ایک خط بام حاجی عمر ڈار صاحب (جو باشندہ کشمیر ہیں اور اس وقت میرے پاس قادیان میں ہیں عبدالرحمن ان کے بیٹے کی طرف سے) کشمیر سے آیا ہے کہ ان دنوں میں اس قدر برف پڑی ہے کہ تین گز تک زمین پر چڑھ گئی اور ہر روز ابر محیط عالم ہے۔ یہ وہ امر ہے کہ کشمیر کے رہنے والے اس سے حیران ہیں کہ بہار کے موسم میں اس قدر برف کا گرنا خارق عادت ہے۔ اور جس قدر اس ملک میں بارش ہوئی اُس کی شہادت چند اخباروں کے حوالہ سے ذیل میں درج کرتے ہیں:

اول اخبار عام لاہور ۲۱ فروری ۱۹۰۷ء سے بطریق اختصار لکھا جاتا ہے۔ چنانچہ اخبار مذکور کے دوسرے صفحہ میں بارش کے یہ حالات لکھے ہیں:

”لاہور میں یہ حال ہے کہ دو ہفتے سے زیادہ عرصہ سے بادل پیچھے لگ رہے ہیں اور لوگوں کو بجائے خوش کرنے کے پریشان کر رہے ہیں دو روز تک آسمان بارش سے خالی تھا اور معلوم ہوتا تھا کہ شاید اب بس کرے گا لیکن اتوار اور سوموار کی درمیانی رات کے پچھلے نصف حصہ میں بارش اس زور اور ایسے افراط سے ہوئی کہ لوگ بستروں پر لیٹے ہوئے توبہ الامان پکارتے تھے اور حیران تھے کہ کہیں خدا خواستہ بارش کی رحمت مبدل بزحمت نہ ہو جائے اس کے ساتھ بجلی بھی خوب چمکی اور آنکھوں کو خیرہ کرتی تھی اور اس کے ساتھ بادول کی گرج اور رعد کی کڑک دلوں کو دہلاتی تھی اور کچھ سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ خداوند کو کیا منظور ہے یہ موسم اور یہ بارش زراعتی لحاظ سے نہایت مفید اور مبارک ضرور ہے لیکن آخر اس کی کچھ حد ہے مثل مشہور ہے کہ افراط ہر ایک اچھی چیز کو بھی خراب کر دیتی ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ جس بارش کو لوگ غیر متربہ سمجھتے ہیں اور لاکھ لاکھ شکر کرتے ہیں وہ رحمت کی زحمت نہ بن جائے اور فصلوں کی جڑوں کو اکھاڑ کر نیست ونا بود کر ڈالے اور نشیب کی زراعتیں دریا بُرد نہ ہو جائیں اور تمام امیدوں پر پانی پھر جائے۔ سب لوگ مارے جیرت کے دم بخود ہیں اور کہتے ہیں کہ نہ معلوم پروردگار کی مرضی کیا ہے کون آدمی دم مارنے کی جرأت کر سکتا ہے انسان سوچتا کچھ ہے اور پیش اور ہی کچھ آتا ہے۔ تجھ کی بات ہے کہ چند روز قبل چڑیا کی قسم کے چھوٹے چھوٹے پرند بڑے شوق سے پانی میں نہاتے ہوئے دیکھے گئے باوجود سردی کی تیزی اور جاڑوں کی شدت کے یہ جانور پانی میں اس طرح نہاتے تھے کہ دیکھ کر تجھ ہوتا تھا کہ ان کے اندر اتنی گرمی کیسے پیدا ہو گئی ہے اور تجربہ کا رہ لوگ اس سے بارش کی افراط کا نتیجہ نکالتے تھے۔ چنانچہ یہ خیال واقعی صحیح ثابت ہوا ہے۔ بادل اس وقت تک آسمان پر بدستور منڈلاتے ہیں۔ اب تو سب لوگ چاہتے ہیں کہ بارش بند ہو اور دھوپ کی صورت نظر آوے۔ قلت بارشوں سے تو صرف غیر نہری فصلوں کا نقصان متصور ہے حالانکہ اس موسم میں مسلسل بارشوں سے نہری اور غیر نہری

دونوں فنمن کی فصلوں کے نقصان کا خوف ہوتا ہے۔ اب کوئی ضلع نہیں ہے جہاں زیادہ بارشوں کی ضرورت بیان کی جائے۔ سرکاری روپرٹ میں بتایا گیا ہے کہ ضلع گڑگانوہ میں پچھلے ہفتہ بعض حصوں میں اولے پٹنے سے فصلوں کا کسی قدر نقصان ضرور ہوا۔ آج رات کی بارش میں گرج اور کڑک بھی تھی لیکن بادلوں کا زور بدستور نظر آرہا ہے۔ اس قدر بارش سے شہر کے مکانات کے لئے بھی نقصان کا اندر یہ غالب ہے۔ سڑکوں کے پر نچے اڑ گئے ہیں کینکر کی سڑکیں کچھ سے دلدل ہو رہی ہے۔ میدانوں میں پانی ہی پانی نظر آتا ہے تمام اشجار نہائے دھونے مثل دہن کے خوبصورت اور سبز نظر آتے ہیں گویا کہئی پوشائی کیس پہنائی گئی ہیں۔ ان ایام میں ایسی بارش سالہائے دراز کے بعد نصیب ہوئی ہے (اس فقرہ میں اس اخبار نے گواہی دی کہ یہ بارش غیر معمولی ہے) حق یہ ہے کہ موسم گرم کے ایامِ برسات میں بھی ایسی بارشیں بہت کم دیکھی گئی ہیں اُس پروردگار پر ماتما کے عجیب و غریب کر شئے ہیں کہ یہ موسم اور یہ حالت۔“

واضح ہو کہ یہ ایک ہندو صاحب کا اخبار ہے جو لاہور سے لکھتا ہے اور محض خدا تعالیٰ نے میری پیشگوئی کی شہادت کے لئے اس کے قلم و زبان سے یہ راست راست بیان نکالا ہے۔ اور پھر اسی پر چہ اخبار عام ۱۹۰۷ء میں یہ خبر اخبار کے صفحہ ۶ میں لکھی ہے:

”اگرچہ اس سال موسم سرما کچھ سُست دکھلائی دیتا تھا اور یہ امید منقطع ہو گئی تھی مگر آخر ایام جنوری (یعنی موسم بہار) میں اپنارنگ جمایا اور رنگارنگ کے دانت دکھلانے شروع کر دیئے اس مہینہ میں موسم سرما نے ایسے تعجب انگیز حالات کبھی نہیں دکھائے تھے۔ اخیر جنوری سے اس وقت تک یہ نوبت ہوئی کہ لوگ پناہ مانگ اُٹھے کبھی بارش اور کبھی برفباری اور کبھی ژالہ زدگی پھر بادلوں کا انبار ہر وقت بر قع پوش

☆ اس سے ثابت ہے کہ یہ بارش ایک عالمگیر بارش تھی اور اس میں امر خارق عادت صرف یہی نہ تھا کہ بہار کے موسم میں اس قدر بارش ہوئی کہ برسات کو بھی مات کر دیا بلکہ یہ دوسرا امر خارق عادت یہی تھا کہ باوجود بہار کے موسم کے عام طور پر تمام ملک میں بارش ہو گئی حالانکہ برسات کے دونوں میں بھی کبھی ایسا نہیں ہوا۔ منه

نظر آتا ہے سورج اور دھوپ دیکھنے کو لوگ ترس رہے ہیں کوئی دن خالی نہیں جاتا کہ برف نہ گرتی ہو یا اولے نہ پڑتے ہوں اور اگر یہ نہ ہو تو بارش تو ضرور ہوتی ہے اور بعض وقت دھواں دھار بادلوں کی وجہ سے دن کے وقت اندر ہمراہ ہو جاتا ہے اور بغیر روشنی کے کام نہیں ہوتا اور سردی کا وہ عالم ہے کہ رات کے وقت اگر پانی کسی جگہ پڑا رہ گیا تو فجر کو نہ ہو جاتا ہے آج کل پانی بغیر گرم کرنے کے پیانہیں جاتا اور اس وقت سواء برف کے چاروں طرف شملہ کے اور کچھ نظر نہیں آتا۔ تمام اشجار و مکانات برف سے برقع پوش ہیں اور سردی بہت سخت ہے اور پھر اسی اخبار میں ہے کہ اس ملک میں بارش عام ہے جن مقامات میں اکثر بارش کی شکایت رہتی تھی وہاں بھی ہو گئی۔“ اور اخبار جاسوس آگرہ پر چہ ۱۵ افروری ۱۹۰۷ء کے صفحہ ۲ میں لکھتا ہے کہ

”۲۶ افروری ۱۹۰۷ء کو شام کے وقت کا نپور میں سخت بارش ہوئی۔ طوفان برق آیا اور ایسی ژالہ باری ہوئی کہ ریل بند ہو گئی۔“

اور اخبار اہل حدیث امر ترس ۲۲ افروری ۱۹۰۷ء مطابق ۸ محرم الحرام ۱۳۲۵ھ کے صفحہ گیارہ میں لکھا ہے کہ اس ہفتہ میں اس نواحی میں بلکہ کل پنجاب میں بارش کا سلسلہ لگا تارہ ۱۹۰۷ء کی شب کو سخت ژالہ باری ہوئی۔ کرشن جی قادیانی کو الہام ہوا ہے آسمان ٹوٹ پڑا۔ فرمایا کچھ معلوم نہیں کہ کیا ہونے والا ہے۔“ (یہ الہام الہی پر ہنسی ٹھھٹھا ہے وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنْقَلَبٍ يَسْقِلِبُونَ) بہر حال ہمارے اس مخالف نے گواہی دی کہ اس ہفتہ میں کل پنجاب میں سلسلہ بارش برابر لگا رہا ہے اور ہر ایک کو معلوم ہے کہ ۲۲ افروری عین بہار کا موسم ہے اور اس نے یہ بھی گواہی دی کہ الہام مذکورہ بالا پورا ہوا۔

اور رسالہ حکمت لاہور ۱۹۰۷ء میں لکھا ہے کہ دارجلینگ میں ہر روز بارش ہو رہی ہے اور طوفان رعد آیا۔

اخبار نیر اعظم مراد آباد کے پرچہ ۱۹ افروری ۱۹۰۷ء میں لکھا ہے کہ ایک ہفتہ تک بارش ہوتی رہی اولے بھی گرے۔

پرچہ اخبار آزاد انبالہ مورخہ ۱۹۰۷ء کے صفحہ ایک میں لکھا ہے کہ دہلی میں دس دن تک برابر بارش ہو رہی ہے اور اولے بھی پڑے۔

پیسہ اخبار لاہور مورخہ ۲۳ فروری ۱۹۰۷ء کے صفحہ ۲۱ میں لکھا ہے کہ متواتر اور کثیر بارش سے بیگال کی فصل نیشکر کونقصان پہنچا۔ پیسہ اخبار ۲۹ فروری ۱۹۰۷ء میں بھی لکھا گیا ہے کہ مدراس میں معمول سے زیادہ بارش ہوئی۔

پیلک میگزین امر تسری ۱۹۰۷ء صفحہ ۱۱ میں لکھا ہے کہ امر تسری میں سردی کمال جو بن پڑے ہے اور سلسلہ بر سنتے کا شروع ہے۔

اخبار سما چار لاہور مورخہ ۲۶ فروری ۱۹۰۷ء میں لکھا ہے کہ بارش سے لوگ بیک آگئے ہیں۔

روزانہ پیسہ اخبار مورخہ ۱۵ فروری ۱۹۰۷ء صفحہ ۵۔ آرہ۔ چار روز سے برابر رحمت کی جھٹری لگی ہوئی ہے، ہبہ موسم برسات کی کیفیت نظر آتی ہے، مخلوق گھبرائی ہے اور دھوپ کو ترس رہی ہے۔

روزانہ پیسہ اخبار ۸ فروری ۱۹۰۷ء صفحہ ۸ میں لکھا ہے۔ کئی دن سے بارش ہو رہی تھی۔ کل دوبارہ بڑے زور سے پانی پڑا سردی بڑھ گئی اور ٹھنڈی ہوا چل رہی ہے سڑکوں کی حالت تباہ ہے۔ یہ اخبار ہیں جو ہم نے اس پیشگوئی کے پورے ہونے کے لئے جو اس ملک میں بارش وغیرہ ہونے پر موقف تھی ان کے گواہان لکھے ہیں اور اگر ہم چاہتے تو اور پچاس ساٹھ اخبار اس پیشگوئی کی تصدیق کے لئے پیش کر سکتے تھے مگر میں جانتا ہوں کہ اس قدر اخباروں کی شہادت کافی ہے اور ملک خود جانتا ہے کہ اس موسم بہار میں یہ غیر معمولی بارشیں ہیں جن کا علم بجز خدا تعالیٰ کے اور کسی کو بھی نہیں تھا بلکہ بارشوں اور طوفان وغیرہ کی پیشگوئی کرنے والے جو گورنمنٹ کی طرف سے مقرر ہیں جو اس کام کے لئے بڑی بڑی بھاری تنخوا ہیں پاتے ہیں وہ پیشگوئی کر چکے تھے کہ معمولی بارش سے زیادہ نہیں ہو گی چنانچہ پرچہ اخبار سول اینڈ ملٹری گزٹ لاہور مورخہ ۱۹۰۶ء اور دسمبر ۱۹۰۶ء میں اس رائے کو دیکھو جوانہوں نے آئندہ موسم کے لئے ظاہر کی ہے۔

اور اس پیشگوئی کا ظہور بارش اور سردی کے متعلق صرف اس پہلو سے ظہور میں نہیں آیا کہ غیر معمولی بارش اور غیر معمولی سردی بہار کے موسم میں پڑ گئی بلکہ اس دوسرے پہلو سے بھی پیشگوئی کا ظہور ہوا کہ اس بہار میں عام طور پر تمام ملک کے حصوں میں بارش ہو گئی اور جن اضلاع میں بارش سے ہمیشہ ترستے تھے وہاں بھی ہو گئی پس ہر ایک شخص جو عقل اور حیا اور انصاف اور خدا ترسی سے کام لے گا وہ بلا تامل اس بات کا اقرار کرے گا کہ یہ امر خارق عادت اور غیر معمولی تھا جس کی خدا تعالیٰ نے پہلے سے خبر دی تھی اور اس ملک میں ایسے حالات کے پیش از وقت ظاہر کرنے کے لئے گورنمنٹ انگریزی میں ایک عملہ مقرر تھا اور مخجم بھی تھے مگر کسی نے یہ خبر نہیں دی کہ موسم بہار میں یہ غیر معمولی بارشیں ہوں گی اور برف پڑے گی صرف اُس خدا نے ہی خبر دی جس نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سب نبیوں کے آخر میں بھیجا تا تمام قوموں کو آپ کے جھنڈے کے نیچے اکٹھا کرے۔

یہ حصہ تو کثرت بارشوں کے متعلق ہے اب ہم اُس حصہ کو بیان کرتے ہیں جو برف گرنے کے متعلق کسی قدر پہلے بھی ہم لکھ چکے ہیں تا معلوم ہو کہ یہ پیشگوئی اس ملک سے خاص نہیں رہی بلکہ دوسرے ممالک میں بھی اس نے خارق عادت رنگ دکھلایا ہے اور وہ یہ ہے:

خبر وکیل امر تسری مورخہ رفوری ۱۹۰۷ء صفحہ ۲ میں جو ۲۳ روزی الحجہ ۱۳۲۲ھ کے مطابق ہے یورپ کی موئی حالت کے متعلق مندرجہ ذیل حال لکھا ہے:

بعض ممالک یورپ میں امسال سردی کی ایسی شدت بیان کی جاتی ہے کہ سنین ماضیہ میں اس کی کوئی نظر شاید ہی ملے۔ چنانچہ بحیثیم میں مقیاس الحرارت صفر سے بھی زیادہ نیچے چلا گیا ہے۔ برلن میں نقطہ انجماد سے تیرہ درجے نیچے بیان کیا جاتا ہے آسٹریا ہنگری میں بیس درجہ نیچے۔ اس شدید سردی سے کئی آدمی بھی مر چکے ہیں۔ براعظم یورپ کی بعض ریلوے لائنوں کی آمد و رفت میں خلل پڑ گیا ہے کیونکہ ان جنوں کے نسل پانی کے جم جانے سے پھٹ گئے۔ ڈینیوب اور اوڑیسہ کی بندرگاہیں تخت بستہ ہو رہی ہیں۔ روس اور برطانیہ میں مقیاس الحرارت

اس قدر گر گیا ہے کہ قبل از یہ سال یہ نوبت نہ پہنچی تھی۔ روم اور نیپلز کے درمیان ٹرینوں پر اس قدر بر فیباری ہوئی ہے کہ الامان۔ قسطنطینیہ میں کئی کئی فٹ تک برف پڑی۔ آبنائے باسفورس میں جہازوں اور سٹیمروں کی آمد و رفت ماتقی ہو گئی ہے۔ چین میں آج کل جو جہاز ادھر ادھر سے پہنچتے ہیں وہ بالکل برف سے مستور ہوتے ہیں بیس کے بازاروں میں غریب و غرباً ٹھہر ٹھہر کر جان بحق ہو رہے ہیں۔ اٹلی کی جھیلیں اور نہریں جمی ہوئی ہیں۔ کیا سائنس اور علم حادث ارضی اور سماوی کے ماہراں بات کا کوئی تسلی بخش جواب دے سکتے ہیں کہ اگر قدرت کا یہ عظیم الشان کارخانہ ہمیشہ سے اور ہمیشہ کے لئے ایک مقررہ قانون کا پابند ہے اور کوئی فوق الفوق قادر مطلق اور مبد بر بالا را دہستی اس پر متصرف نہیں تو نچر کے حالات روزمرہ میں کبھی کبھی یہ خلاف معمول واقعات کا ظہور کیوں ہوتا ہے اور کیا ایسے حادث سے یہ نتیجہ نہیں نکلتا کہ اسلام ہی دنیا میں ایک ایسا مذہب ہے جس کے عقائد کو مان کر انسان کسی حال میں ٹھوکر نہیں کھا سکتا۔ [☆] ورنہ دہریے تو ایک طرف رہے اکثر مذاہب موجودہ کے پابند بھی ایسے موقعوں پر اپنے معتقدات کی معقولیت کا کوئی قابلِ اطمینان ثبوت نہیں دے سکتے۔“

پھر اخبار نور افشاں مورخ ۲۲ ربیوی ۱۹۰۷ء میں لکھا ہے کہ ہانگ کانگ میں اس شدت سے بارش ہوئی کہ دن امنٹ کے اندر بندرگاہ کے آس پاس قریب یک صد چینی ہلاک ہوئے اور پرچہ اخبار نور افشاں ۲۳ ربیوی ۱۹۰۷ء میں لکھا ہے کہ بمقام آرمی نیوز ہفتہ خدا میں اس زورو شور کی بارش ہوئی کہ برسات کو بھی مات کر دیا اور دو تین مرتبہ شدت سے ژالہ باری بھی ہوئی۔*

☆ ایسے غیر معمولی حادث سے صرف یہی نتیجہ نہیں نکلتا کہ اسلام برحق ہے بلکہ کھلے کھلے طور پر یہ نتیجہ بھی نکلتا ہے کہ جس شخص نے مجھ موعود ہونے کے دعوے کے ساتھ پیش از وقت ایسے غیر معمولی اور عالمگیر واقعہ کی خبر دی وہ سچا اور خدا کی طرف سے ہے۔ منه

* ہم ایڈیٹر پرچہ نور افشاں سے پوچھتے ہیں کہ کیا کسی انجیل کے پیروں نے بھی عظیم الشان پیشگوئی کی تھی کہ جو تمام ملک بلکہ تمام دنیا پر دائرہ کی طرح محيط ہو گئی اگر یہ پیشگوئی خدا کی طرف سے نہیں تھی تو پھر کس ایسے شخص کی طرف سے تھی جو قدرت نمائی میں خدا کے برابر تھا پھر جبکہ آنے والے مجھ موعود نے خدا کی گواہی اپنے لئے پیش کر دی تو پھر اب بھی اس کو نہ مانا کیا یہ اُن یہودیوں کی صفت ہے یا نہیں جنہوں نے مجھ کے مجرمات دیکھ کر بھی اُس سے ذشنی کی اور جو چاہا اُس سے کیا۔ منه

ہم پہلے اس سے لکھ چکے ہیں کہ یہ پیشگوئی وقوع سے نوماہ پہلے یعنی ۱۹۰۵ء کو اخباروں میں شائع ہو چکی تھی۔ پھر نوماہ کے بعد ایسی کھلے طور پر ظہور میں آئی کہ پنجاب اور ہندوستان اور یورپ اور امریکہ کی تمام اخباریں اس کی گواہ رویت ہو گئیں۔ پس ہر ایک عالمی مسوق سکتا ہے کہ کسی انسان کو یہ عمیق درعیق علم حاصل نہیں اور نہ کسی مفتری کی یہاں پیش جاتی ہے کہ وہ افتراء کے طور پر خدائی قدرت کو آپ دکھاوے۔ یہ کس قدر عظیم الشان نشان ہے کہ جیسا کہ خدا نے قادر نے دو گذشتہ بھاروں کے متعلق دوز لا لوں کی خبر دی تھی یعنی ۱۹۰۵ء اور ۱۹۰۶ء میں۔ ایسا ہی تیری مرتبہ پھر بھار کے متعلق یہ خبر دی کہ بھار کے موسم آئندہ میں جو ۱۹۰۷ء میں آئے گا سخت بارشیں ہوں گی اور سردی بہت پڑے گی اور برف پڑے گی سو ایسا ہی ظہور میں آگیا اور بڑی شان و شوکت سے یہ پیشین گوئی پوری ہو گئی۔ فالِ حمد للہ علی ذالک۔

اس پیشگوئی کے ساتھ ایک اور پیشگوئی تھی جو رسالہ ریویو آف ریلیجنز اور بدر، الحکم میں انہیں دنوں میں چھپ چکی اور شائع ہو چکی تھی اور وہ یہ ہے:

دیکھ میں تیرے لئے آسمان سے برساؤں گا اور زمین سے نکالوں گا۔ صحن میں ندیاں چلیں گی پر وہ جو تیرے مخالف ہیں پکڑے جائیں گے۔ یا تیک من کلی فتح عمیق۔ یاتون من کل فتح عمیق والقى به البر عرب العظیم۔ ویل لکل همزہ لمزة۔ ساکر مک اکرا اما عجباً۔ آسمان ٹوٹ پڑا۔ یہ تمام پیشگوئیاں بارش کے متعلق ہیں اور ساتھ اس کے یہ بھی بتایا گیا ہے کہ وہ کثرت بارش دشمنوں کے لئے مضر ہو گی۔ شاید اس کا یہ مطلب ہے کہ کثرت بارش طاعون اور طرح طرح کے امراض کو پیدا کرے گی ☆ اور بعض زراعتوں کا بھی نقصان ہو گا اور پھر عربی الہام کے یہ معنی ہیں کہ ان نشانوں کے ظہور کے بعد نئے سرے لوگوں کا رجوع ہو گا ہر ایک راہ سے وہ آئیں گے یہاں تک کہ راہ گہرے ہو جائیں گے اور بہت سے تحالف اور نقد اور جنس دور دور سے لوگ بھیجیں گے اور دشمنوں پر رعب عظیم پڑے گا۔ اُس وقت چغل خوروں اور عیب گیروں پر لعنت بر سے گی اور میں تجھے

☆ شاید اس نظر سے یہ مطلب ہو کہ ان نشانوں کے بعد تمام دشمن پورے طور پر لا جواب اور ساکت ہو جائیں گے۔ منه

ایک عجیب عزت دوں گا۔ اتنی بارشیں ہوں گی کہ گویا آسمان ٹوٹ پڑے گا۔

(۵) پانچواں نشان جوان دنوں میں ظاہر ہوا وہ ایک دعا کا قبول ہونا ہے جو درحقیقت احیائے موٹی میں داخل ہے۔ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ عبد الکریم نام ولد عبد الرحمن ساکن حیدر آباد کھن ہمارے مدرسہ میں ایک لڑکا طالب العلم ہے قضاء قدر سے اس کو سگ دیوانہ کاٹ گیا۔ ہم نے اُس کو معالجہ کے لئے کسوی تیج دیا۔ چند روز تک اس کا کسوی میں علاج ہوتا رہا پھر وہ قادریاں میں واپس آیا۔ تھوڑے دن گذرنے کے بعد اُس میں وہ آثار دیوائی گی کے ظاہر ہوئے جو دیوانہ کتے کے کاٹنے کے بعد ظاہر ہوا کرتے ہیں اور پانی سے ڈرنے لگا اور خوفناک حالت پیدا ہو گئی تب اس غریب الوطن عاجز کے لئے میرا دل سخت بے قرار ہوا اور دعا کے لئے ایک خاص توجہ پیدا ہو گئی۔ ہر ایک شخص سمجھتا تھا کہ وہ غریب چند گھنٹے کے بعد مرجائے گا ناچار اس کو بورڈنگ سے باہر نکال کر ایک الگ مکان میں دوسروں سے عیحدہ ہر ایک احتیاط سے رکھا گیا اور کسوی کے انگریز ڈاکٹروں کی طرف تاریخیج دی اور پوچھا گیا کہ اس حالت میں اُس کا کوئی علاج بھی ہے اُس طرف سے بذریعہ تاریخاب آیا کہ اب اس کا کوئی علاج نہیں مگر اس غریب اور بے وطن لڑکے کے لئے میرے دل میں بہت توجہ پیدا ہو گئی اور میرے دوستوں نے بھی اس کے لئے دعا کرنے کے لئے بہت ہی اصرار کیا کیونکہ اس غربت کی حالت میں وہ لڑکا قابلِ رحم تھا اور نیز دل میں یہ خوف پیدا ہوا کہ اگر وہ مر گیا تو ایک بُرے رنگ میں اُس کی موت شماتت اعداء کا موجب ہو گی تب میرا دل اُس کے لئے سخت درد اور بیقراری میں بیتلہ ہوا اور خارق عادت توجہ پیدا ہوئی جو اپنے اختیار سے پیدا نہیں ہوتی بلکہ محض خدا تعالیٰ کی طرف سے پیدا ہوتی ہے اور اگر پیدا ہو جائے تو خدا تعالیٰ کے اذن سے وہ اثر دکھاتی ہے کہ قریب ہے کہ اُس سے مردہ زندہ ہو جائے غرض اس کے لئے اقبال علی اللہ کی حالت میسر آگئی اور جب وہ توجہ انہن تک پہنچ گئی اور درد نے اپنا پورا اسلط میرے دل پر کر لیا تب اس بیمار پر جو درحقیقت مردہ تھا اس توجہ کے آثار ظاہر ہونے شروع ہو گئے اور یا تو وہ پانی سے ڈرتا اور روشنی سے بھاگتا تھا اور یا یکدفعہ طبیعت نے صحت کی طرف رخ کیا اور اس نے

کہا کہاب مجھے پانی سے ڈر نہیں آتا۔ تب اس کو پانی دیا گیا تو اُس نے بغیر کسی خوف کے پی لیا بلکہ پانی سے وضو کر کے نماز بھی پڑھ لی اور تمام رات سوتا رہا اور خوفناک اور وحشیانہ حالت جاتی رہی یہاں تک کہ چند روز تک بکھی صحت یا ب ہو گیا۔ میرے دل میں فی الفور ڈالا گیا کہ یہ دیوانگی کی حالت جو اس میں پیدا ہو گئی تھی یہ اس لئے نہیں تھی کہ وہ دیوانگی اس کو ہلاک کرے بلکہ اس لئے تھی کہ تا خدا کا نشان ظاہر ہو۔ اور تجربہ کار لوگ کہتے ہیں کہ کبھی دنیا میں ایسا دیکھنے میں نہیں آیا کہ ایسی حالت میں کہ جب کسی کو دیوانہ کتنے نے کاٹا ہوا اور دیوانگی کے آثار ظاہر ہو گئے ہوں، پھر کوئی شخص اس حالت سے جانب ہو سکے اور اس سے زیادہ اس بات کا اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے کہ جو ماہر اس فن کے کسوی میں گورنمنٹ کی طرف سے سگ گزیدہ کے علاج کے لئے ڈاکٹر مقرر ہیں انہوں نے ہمارے تارکے جواب میں صاف لکھ دیا ہے کہ اب کوئی علاج نہیں ہو سکتا۔

اس جگہ اس قدر لکھنا رہ گیا کہ جب میں نے اس لڑکے کے لئے دعا کی تو خدا نے میرے دل میں القا کیا کہ فلاں دوادینی چاہیے چنانچہ میں نے چند ففعہ وہ دوا بیمار کو دی آخر بیمار اچھا ہو گیا یا یوں کہو کہ مردہ زندہ ہو گیا اور جو کسوی کے ڈاکٹروں کی طرف سے ہماری تارکا جواب آیا تھا ہم ذیل میں وہ جواب جوانگریزی میں ہے معدہ ترجمہ کے لکھ دیتے ہیں اور وہ یہ ہے:

﴿۳۸﴾

*To Station**From Station*

Batala

Kasauli

*To Person**From Person*

Sherali

Pasteur

Kadian

Sorry nothing can be done for Abdul Karim

(انگریزی الفاظ اردو میں)

فرامٹشیشن۔ کسوی ٹوٹیشن۔ ٹالاہ

فرام پرسن۔ پیسٹیور ٹپرسن۔ شیر علی قادریان

ساری نہ تھنگ کین بی ڈن فار عبدالکریم

از مقام کسوی مقام ٹالاہ (ترجمہ)

از جانب پیسٹیور بنام شیر علی قادریان

افسوس ہے کہ عبدالکریم کے واسطے کچھ بھی نہیں کیا جا سکتا

اور دفتر علاج سگ گزیدگان سے ایک مسلمان نے متوجہ ہو کر کسوی سے ایک کارڈ بھیجا ہے جس میں لکھا ہے کہ ”سخت افسوس تھا کہ عبدالکریم جس کو دیوانہ کتنے کا تھا اس کے اثر میں بتلا ہو گیا مگر اس بات کے سنبھال سے بڑی خوشی ہوئی کہ وہ دعا کے ذریعہ سے صحت یا بہو گیا ایسا موقعہ جانبر ہونے کا کبھی نہیں سنایا خدا کا فضل اور بزرگوں کی دعا کا اثر ہے۔ الحمد للہ۔ راقم عاجز عبداللہ از کسوی۔“

(۵) پانچواں نشان ایک شخص کا مبایلہ ہے یعنی اُس نے اپنے طور پر میری نسبت خدا تعالیٰ سے فیصلہ چاہا اور بہت سی ناکردنی اور ناگفتگی با تیں میری طرف منسوب کر کے خدا تعالیٰ سے انصاف کا خواستگار ہوا تب وہ اس درخواست سے چند روز بعد ہی بعارضہ طاعون اس جہان سے انتقال کر گیا۔ تفصیل اس کی یہ ہے کہ ایک شخص عبدالقدیر نام ساکن طالب پور پنڈوری ضلع گورا سپور میں رہتا تھا اور طبیب کے نام سے مشہور تھا اس کو مجھ سے سخت عناہ اور بغرض تھا اور ہمیشہ مجھے گندی گالیاں دیتا تھا پھر جب اس کی گندہ زبانی انتہا تک پہنچ گئی تب اُس نے مبایلہ کے طور پر ایک نظم لکھی جس کا وہ حصہ ہم اس جگہ چھوڑ دیتے ہیں جس میں اُس نے سخت سے سخت فتن و فجور کی باتیں میری طرف منسوب کی ہیں اور سعد اللہ دھیانوی کے رنگ میں میرے چال چلن پر بھی ہمیتیں لگائی ہیں اور بہت گندے الفاظ استعمال کئے ہیں اور ان شعروں کے سواباقی چند شعر اس کے ہم اس جگہ نقل کر دیتے ہیں مگر اس کے بہت گندے شعروں سے اس کتاب کو پاک رکھتے ہیں اور ہم تمام تحریر اس کی جس کے سر پر دو شعر میرے بھی لکھے ہیں اور کچھ اس کی اپنی تحریر

غلطی سے بھری ہوئی نظم اور کچھ نثر ہے وہ سب ذیل میں لکھ دیتے ہیں اور وہ یہ ہے:

من تصنیف مرزا غلام احمد صاحب قادریانی

ابن مریم مر چکا حق کی قسم	داخل جنت ہوا ہے محترم
ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو	اس سے بہتر غلام احمد* ہے

اس کا جواب بوجب قرآن شریف کے مَاقْتَلُوهُ وَمَا صَلَبُوهُ^۱ چھیوں پارہ میں غور سے دیکھو جس کو مرزا صاحب خوب جانتے ہیں مگر بہاعث طبع نفسانی اس پر عمل نہیں کرتے۔

ابن مریم زندہ ہے حق کی قسم	صورت ملکی بفلک محترم
ذکر و فخر ان کا ہے قرآن سے ثبوت	جھوٹ کہتے ہیں غلام احمدی
لوگو ثابت کر لو تم قرآن سے	دین کیوں کھوتے ہو تم بہتان سے

* چونکہ یہ شخص بے علم ہے اس لئے اس نے میرے شعروں کے لکھنے میں بھی غلطی کی ہے یہ مصرع جس پر میں نے نشان لگایا ہے جو میرے شعر کا مصرع ہے اس میں بھی اس نے غلطی کی ہے کیونکہ وہ لکھتا ہے۔ داخل جنت ہوا ہے محترم۔ حالانکہ یہ مصرع اس طرح پر ہے۔ داخل جنت ہوا وہ محترم۔ منه

* اکثر نادان اس مصرع کو پڑھ کر نفسانی جوش ظاہر کرتے ہیں جیسا کہ اس مبالغہ کرنے والے نے ظاہر کیا مگر اس مصرع کا مطلب صرف اس قدر ہے کہ امت محمدی کا مُحِّمَّ امت موسویہ کے مُحِّمَّ سے افضل ہے کیونکہ ہمارا نبی موسیٰ سے افضل ہے۔ بات یہ ہے کہ حکمت اور مصلحت الہیہ نے تقاضا کیا تھا کہ جیسا کہ موسوی خلیفوں میں سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام خاتم الانخلافاء ہے اسی طرح آخر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفوں میں سے ایک خاتم الانخلافاء آخراً زمان میں پیدا ہوگا (جو یہ عاجز ہے) تا اسرائیلی اور اسما علیلی سلسلے باہم مشابہت پیدا کریں پس جبکہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم حضرت موسیٰ سے افضل ہیں تو اس سے لازم آتا ہے کہ آپ کی امت کا خاتم الانخلافاء حضرت موسیٰ کے خاتم الانخلافاء سے افضل ہو جت یہی ہے جس کے کام سننے کے ہیں سنے۔ افسوس! ہمارے مخالف بار بار یہ تو کہتے ہیں کہ اخیر زمان میں ایک گروہ اہل اسلام کا یہودی صفت ہو جائیں گے اور جیسا کہ بد قسمت یہودی خدا کے نبیوں کو درکرتے اور پیشگوئیوں کا انکار کرتے تھے وہ بھی کریں گے مگر یہ ان کے منہ سے نہیں نکلتا کہ جیسا کہ دونوں سلسلوں کو دونوں نبیوں کی مہماں شت کی وجہ سے اول میں مشاہدہ ہے ایسا ہی خاتم الانخلافاء کے پیدا ہونے کے بعد آخر میں بھی مشابہت پیدا ہو جائے گی۔ یہودی بھی کہتے ہیں کہ آخر زمانہ کا مُحِّمَّ پہلے مُحِّمَّ سے افضل ہو گا مگر یہ لوگ نہیں کہتے۔ اس سے ظاہر ہے کہ یہ لوگ آخر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت اور بلند پایہ کا کچھ بھی تدریجیں کرتے۔ یہ سوچنے کے لائق ہے کہ جس شخص کے دل میں میرے اس مصرع کی وجہ سے مبالغہ کا جوش اٹھا تھا خدا نے میری زندگی میں ہی اس کو ہلاک کر دیا۔ پس اس مصرع کے سچ ہونے پر اس کی موت کافی گواہ ہے۔ منه

بعد اس کے حسرت دلسوز ہے
زندگی میں جلد تر توبہ کرو
ہاتھ آوے دو جہاں میں خردی
پھر نہ مرزا مہدی ہوگا نہ رسول
بھول جائیں گے یہ سب قلا و قول
ہیں دلائل سب شریعت سے فضول
عیش و عشرت کے لئے یہ کار ہے
کس پیغمبر یا ولی نے یہ کہا
باغ میں لے جا کے اُس نے یہ کہا
ہاتھ میں لے اپنے تم نسا
پھر یہ لوگوں نے اسے مہدی کہا
چھوڑ دو منہ کھلے اپنے تم نسا
اور کرتے کام ہیں وہ ناروا
چھوٹ کا دنیا سے مطلع صاف کر
یا الہی جلد تر انصاف کر

یہ شعر ہیں جن میں سے بہت گندے شعر میں نے نکال دیئے ہیں کیونکہ وہ سخت گندے
اور بے حیائی کے مضمون تھے مگر جیسا کہ ان شعروں کے مصنف نے جناب الہی میں دعا کی تھی
کہ وہ انصاف کرے اور جھوٹ کا مطلع صاف کرے ایسا ہی خدا نے جلد تر انصاف کر دیا اور ان
شعروں کے لکھنے کے چند روز بعد یعنی بعد تصنیف ان شعروں کے وہ شخص یعنی عبد القادر طاعون
سے ہلاک ہو گیا۔ مجھے اُس کے ایک شاگرد کے ذریعہ سے یہ دستخطی تحریر اس کی مل گئی اور نہ
وہ صرف اکیلا طاعون سے ہلاک ہوا بلکہ اور بھی اس کے بعض عزیز طاعون سے مر گئے ایک داما د
بھی مر گیا۔ پس اس طرح پر اس کے شعر کے مطابق جھوٹ کا مطلع صاف ہو گیا۔

افسوس کہ یہ لوگ آپ جھوٹ بولتے ہیں اور آپ گستاخ ہو کر تمہیں لگاتے اور شریعت نبویہ
کی رو سے حد قذف کے لا اقٹھیرتے ہیں پھر بھی کچھ پرواہ نہیں کرتے۔ یہ ہیں علماء فضلاء یعنی
اس زمانہ کے ان لوگوں کے دلوں میں کچھ ایسی شوئی اور لا پرواہی ہے کہ جب ایک شخص خدا تعالیٰ

سے ایسا فیصلہ مانگ کر ہلاک ہو جاتا ہے تو دوسرا اس کی کچھ بھی پرواہیں کرتا اور اس کا قائم مقام ہو کر گستاخی اور بذبانبی شروع کر دیتا ہے بلکہ اس سے بھی آگے بڑھ جاتا ہے چنانچہ اب تک میسیوں ان میں سے ایسے مباهلات سے ہلاک ہوچکے ہیں اگر میں سب کے حالات لکھوں تو کئی جزو کتاب کے اسی ذکر میں بھر جائیں میرے بہت سے دوستوں نے خط لکھے کہ فلاں شخص یک طرفہ مباهله کر کے چند روز میں مر گیا اور فلاں شخص نے ہماری جماعت میں سے کسی کے ساتھ مباهله کیا تو صحیح ہوتے ہی دنیا سے کوچ کر گیا اور بعض نے خود آ کر ایسے عجیب نشان بیان کئے چنانچہ کل ۲۸ فروری ۱۹۰۷ء کو بھی چند مہانوں نے حالات مباهله کے بیان کئے مگر میں نے اس لئے کہ کتاب بہت بڑھ گئی ہے اور وہ واقعات بھی صرف زبانی ہیں ان کا لکھنا غیر ضروری سمجھا۔ معلوم نہیں کہ خدا تعالیٰ کا کیا ارادہ ہے کہ کوئی بھی ان میں سے یہ سوچتا نہیں کہ یہ تائیدات الہیہ کیوں ہو رہی ہیں کیا کاذبوں، دجالوں اور فاسقوں کے یہی نشان ہیں کہ ان کے مقابل پرمباهله کی حالت میں خدامونوں متقيوں کو ہلاک کرتا جائے۔ بالآخر یاد رہے کہ اشعار مذکورہ قلمی مصنف کا عکس لے کر اس کتاب کے ساتھ شامل کر دیا گیا ہے تا خالغوں پر اتمام جنت ہو اگر کسی کو انکار ہو کہ یہ اس کے شعر نہیں ہیں تو اس کی اس عکسی تحریر کو اس کی دوسری تحریروں سے ملا سکتا ہے اور اصل بھی میرے پاس محفوظ ہے جس کا جی چاہے دیکھ لے اور جس شخص کے ذریعہ سے مجھے یہ تحریر ملی ہے وہ اُس کا شاگرد ہے اور اس کا نام ہے شیخ محمد ولد علی محمد ساکن ڈیبری والہ ضلع گورا سپور۔

خدا تعالیٰ کی قدرت ہے کہ اکثر مباهله کرنے والے طاعون سے ہی مرے اور اکثر سخت خالغوں کا طاعون نے ہی فیصلہ کیا۔ برائین احمدیہ میں طاعون اور زلزلہ کا خدا نے اُس زمانہ میں ذکر کیا ہے کہ جبکہ ان عذابوں کا اس ملک میں نام و نشان نہ تھا جیسا کہ برائین احمدیہ میں موت کی یہ پیشگوئی ہے کہ لا یصدق السفیہ الا سیفۃ الہلاک۔ اتنی امر اللہ فلا تستعجلوہ یعنی سفلہ آدمی بجز موت کے نشان کے اور کسی نشان کی تصدیق نہیں کرتا۔ ان کو کہہ دے کہ وہ نشان بھی آنے والا ہے پس تم مجھ سے جلدی مت کرو۔ پس موت کے نشان سے یہی طاعون کا نشان مراد تھا۔ ایسا ہی دوسری جملہ اللہ تعالیٰ برائین احمدیہ میں فرماتا ہے الرَّحْمَنُ عَلَّمُ الْقُرْآنَ لِتَنذِرَ قَوْمًا

اندر اباءہم ولتسنیین سبیل المجرمین۔ قُل إِنَّمَا أُمِرْتُ وَإِنَا أَوْلَى الْمُؤْمِنِينَ۔ یعنی وہ خدا ہے جس نے تجھے قرآن سکھایا اور صحیح معنوں پر مطلع کیا تاکہ تو آنے والے عذاب سے اُن لوگوں کو ڈراوے جن کے باپ دادے نہیں ڈرائے گئے۔ اور تاکہ مجرموں کی راہ کھل جائے یعنی معلوم ہو جائے کہ کون مجرم اور کون طالب حق ہے۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے ایک دوسری جگہ فرمایا جو راہین احمدیہ میں درج ہے اور وہ یہ ہے:

”دنیا میں ایک نذر یا آب پر دنیا نے اُس کو قبول نہ کیا لیکن خدا اُسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اُس کی سچائی ظاہر کر دے گا۔“

اور ظاہر ہے کہ نذیر کا لفظ اُسی مرسل کے لئے خدا تعالیٰ استعمال کرتا ہے جس کی تائید میں یہ مقدمہ رہوتا ہے کہ اس کے منکروں پر کوئی عذاب نازل ہوگا کیونکہ نذر ڈرانے والے کو کہتے ہیں اور وہی نبی ڈرانے والا کہلاتا ہے جس کے وقت میں کوئی عذاب نازل ہونا مقدر ہوتا ہے۔ پس آج سے چھبیس^۳ برس پہلے جو راہین احمدیہ میں میر انام نذر یار کھا گیا ہے اُس میں صاف اشارہ تھا کہ میرے وقت میں عذاب نازل ہوگا سواس پیشگوئی کے مطابق طاعون اور زلزلوں کا عذاب نازل ہو گیا۔ بعض نادان کہتے ہیں کہ یورپ اور امریکہ کے اکثر انسان تو آپ کے نام سے بھی بے خبر ہیں پھر وہ لوگ زلزلوں اور آتش فشاں پہاڑوں سے کیوں ہلاک ہوئے اس کا جواب یہ ہے کہ وہ لوگ اپنے کثرت گناہوں اور بدکاریوں کی وجہ سے اس لاائق ہو چکے تھے کہ دنیا میں اُن پر عذاب نازل کیا جاوے پس خدا تعالیٰ نے اپنی سنت کے موافق ایک نبی کے مبعوث ہونے تک وہ عذاب ملتوی رکھا۔ اور جب وہ نبی مبعوث ہو گیا اور اس قوم کو ہزارہ اشتہاروں اور رسالوں سے دعوت کی گئی تب وہ وقت آگیا کہ ان کو اپنے جرائم کی سزا دی جاوے اور یہ بات سراسر غلط ہے کہ یورپ اور امریکہ کے لوگ میرے نام سے بھی بے خبر ہیں یہ امر کسی منصف مزاج پر پوشیدہ نہیں رہے گا کہ عرصہ قریباً بیس^۴ برس کا گذر گیا ہے جبکہ میں نے سولہ ہزار اشتہار دعوت انگریزی میں چھپوا کر اور اس میں اپنے دعوے اور دلائل کا ذکر کر کے یورپ اور امریکہ میں تقسیم کیا تھا اور بعد اس کے

مختلف اشتہارات وقتاً تقسیم ہوتے رہے اور پھر کئی برس سے رسالہ انگریزی روپیوں اور پیچھے یورپ اور امریکہ میں بھیجا جاتا ہے اور یورپ کے اخباروں میں بارہا میرے دعوے کا ذکر ہوا ہے اور جوڑوئی پر بدعا کی گئی تھی اس کا ذکر بھی یورپ کی اخباروں میں ہوا تھا پھر باوجود اس قدر متواتر اشاعت کے جو بیشتر برس سے زیادہ ہو رہی ہے کون قبول کرے گا کہ وہ لوگ میرے نام سے بھی ناواقف ہیں بلکہ بعض تو ان میں سے میرے سلسلہ میں بھی داخل ہو چکے ہیں۔ ماسوال اس کے ہر ایک کو معلوم ہے کہ حضرت نوحؐ کے طوفان نے ان لوگوں کو بھی ہلاک کر دیا تھا جن لوگوں کو حضرت نوحؐ کے نام کی خبر بھی نہیں تھی پس اصل بات یہ ہے کہ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں فرمایا ہے کہ وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِينَ حَتَّىٰ نَبْعَثَ رَسُولًا لِّهُدَايَةٍ دُنْيَا میں عذاب نازل نہیں کرتا جب تک پہلے اس سے کوئی رسول نہیں بھیجا یہی سنت اللہ ہے اور ظاہر ہے کہ یورپ اور امریکہ میں کوئی رسول پیدا نہیں ہوا پس ان پر جو عذاب نازل ہوا صرف میرے دعوے کے بعد ہوا۔

عبد القادر طالب پور پنڈوری والے کی اصلی تحریر کا عکس یہ ہے

ابن مرحوم زندہ ہے حس کی ستم
صورت مکیی باغیبِ محترم
ذکر و فخر اول نفیہ ہے قرآن سے بیوتوں
جہو شہر کتے ہیں خلیلِ الحمدی
اور کوئی سست کر کر قرآن سے
دمیں کیون کہوئے ہم تکمیلیں
جو شہر کا نام اور تہوار سے زور ہے
سیدنا اور سے حضرتِ دسویں رحیم

میں ٹینیف فراہم بغلہ مدد قارئین
ابن فرم مرچھا حس کی قسم
داخل حست موسائی محترم
اسن مریم کے ذکر کو جوڑ دو
اسن سے بہترے عدلی لحمد کیا
اس کا جوب بوجوب قرآن کریف تک
ما قتلواه و ما صلواه حسوس آئیں
غور سے دیکھو جو کو خراحت جوب
جان بنتے ہیں مگر بسا عشت طلحے لفڑی
کے اوسمیہ عمل نہیں کرنے

☆ یہ ملک امریکہ کے ایک جھوٹے اور الیس ہونے کے مدعی بیوتوں کا نام ہے جو آج کل علاوہ مالی نقصانات کے مرض فائج میں بٹلا ہو کر قریب المrg ہے۔ منه

جو طلاقہ انسنے سے جا رہی کی
کس پر سبز بادلی سنے یہ کی
عورت سن بھی نہ کوئڑا ہے سیا
باغِ من بیجا کے اوسنے یہ کی
چور دو منہ کھٹے اسے تم نہ
کام تند من لے گا تر کرنے پڑھنا
ادم مکرتے کام میں رونہ نا سوچدا
پرسہ تو گون نخواہی کیا
یا ہلی حلہ را فتح کر
جھوڑ کار دینے سے مطلع فرا

بُت بُتی حمزہ اگو ذہ احقی سے رُب
زندگی سن حذیرت تو ہم کرو
دین حجہ کی کرو تم پردی
لما تہ آؤ سے دو جہاں پر حرم دی
جب خدا کا قدر ہو کر تیر دل
پیر نہ فرزہ مہدی ہو مکانہ رسول
بڑی جادی گئی پہت قائد قول
ہمیں دل دل سب شکریت کے فضل
حرف اوسکی عقل کا طوباء
عمر دین عرش کے لئے سیکھاتے

(۶) چھٹاشان حکیم حافظ محمد دین کی موت ہے جو بعد مبارکہ وقوع میں آئی اس کی تفصیل یہ ہے کہ ایک شخص ساکن موضع تکر تھا جو متصل ریلوے سٹیشن کا ہے اور تھیسیل لاہور کے متعلق ہے اس نے اپنی کتاب میں میری نسبت کئی لفظ بطور مبارکہ کے استعمال کئے تھے اور جھوٹے کے لئے خدا تعالیٰ کے غضب اور لعنت کی درخواست کی تھی اور پھر اس درخواست کے بعد کہ جو اس نے کئی جگہ اپنی کتاب میں کی ہے جس کتاب کا نام اس نے فیصلہ قرآنی اور تکذیب قادریانی رکھا ہے ایک سال اور تین ماہ بعد مر گیا۔

چنانچہ وہ صفحہ ۲۷ اور صفحہ ۸۷ اور صفحہ ۸۵ میں یہ آیات بطور مبارکہ کے لکھتا ہے:

☆ یہ کتاب اس کی اسلامی سیم پر لیں لاہور میں طبع ہوئی تھی باہتمام حکیم چن دین۔

وَيُلْكِلُ أَفَاكِ أَشِيمٍ لَّ وَيُلْبِي مَيْدَ لِلْمَكْذِبِينَ لَعْنَةَ اللَّهِ عَلَى الْكَاذِبِينَ ۝ ۵۵

آیتیں ہیں جو اس نے لکھی ہیں چنانچہ ایک آیت میں تو اس شخص پر لعنت کی گئی ہے جو جھوٹ بولتا اور افترا کرتا ہے اور دوسرا آیت میں اس شخص پر لعنت کی گئی ہے جو سچ کی تکذیب کرتا ہے پس یہی مبالغہ ہے اور تیسری آیت میں عام طور پر جھوٹ پر لعنت کی ہے اور جیسا کہ میں نے لکھا ہے جب یہ شخص اس کتاب کو شائع کر چکا تو ایک سال تین ماہ کے بعد مر گیا۔ اب ہر ایک عقائد سوچ سکتا ہے کہ اسلام میں مبالغہ ایک فیصلہ کن امر قرار دیا گیا ہے۔ پس جبکہ مجھے حکیم حافظ محمد دین نے اپنی اس کتاب میں مفتری ٹھیکرایا اور میرا نام افواک اشیم رکھا اور پھر اپنی کتاب کے صفحہ ۲۳ میں میری نسبت یہ آیت لکھی وَيُلْكِلُ أَفَاكِ أَشِيمٍ يَسْمَعُ آيَاتَ اللَّهِ تُتْلَى

☆

عَلَيْهِمْ ثُمَّ يُصْرُ مُسْتَكْبِرًا كَانُ لَمْ يَسْمَعُهَا فَبَشِّرُهُ بِعَذَابِ الْيَمِّ لَيْعنی لعنت ہے مفتری گنہگار پر جو خدا کی آیتوں کو سنتا ہے پھر تکبر کی راہ سے انکار پر اصرار کرتا ہے گویا کچھ بھی نہیں سنا۔ پس اس کو تو دردناک عذاب کی بشارت دے پس یہ شخص محمد دین یہ آیات لکھ کر یہ اشارہ کرتا ہے کہ گویا میں افواک اشیم ہوں اور اس کی زندگی میں ہی دردناک عذاب میں مبتلا ہو جاؤں گا لیکن خدا تعالیٰ نے اس کی موت سے فیصلہ کر دیا کہ کون افواک اشیم ہے۔

(۷) ساقوں انشان۔ ۲۸ فروری ۱۹۰۷ء کی صبح کو یہ الہام ہوا۔ سخت زلزلہ آیا اور آج باڑ بھی ہو گی خوش آمدی نیک آمدی۔ چنانچہ یہ پیشگوئی صبح کو ہی قبل از وقوع تمام جماعت کو سنائی گئی اور جب یہ پیشگوئی سنائی گئی باڑ کا نام و نشان نہ تھا اور آسمان پر ایک ناخن کے برابر بھی بادل نہ تھا اور آفتاب اپنی تیزی دھکلا رہا تھا اور کوئی نہیں جانتا تھا کہ آج باڑ بھی ہو گی اور پھر باڑ کے بعد زلزلہ کی خبر دی گئی تھی۔ پھر ظہر کی نماز کے بعد یک دفعہ بادل آیا اور باڑ ہوئی اور رات کو بھی کچھ بر سا اور اس رات کو جس کی صبح میں ۳۳ مارچ ۱۹۰۷ء کی تاریخ تھی زلزلہ آیا جس کی خبریں عام طور پر مجھے پہنچ گئیں پس اس پیشگوئی کے دونوں پہلو تین دن میں پورے ہو گئے۔

☆ یہ لفظ آیت قرآنی کا اس شخص نے بوجہ عدم علم قرآن کے غلط لکھا ہے صبح اس طرح ہے۔ یسمع آیات اللہ تُتْلَى عَلَيْهِ۔ منه

اس تحریر کے بعد ۵ مارچ ۱۹۰۷ء کی ڈاک میں دو خط مجھے ملے ایک خط انویم مرزا نیاز بیگ صاحب رئیس کلانور کی طرف سے تھا جس میں لکھا تھا کہ دو اور تین مارچ کی درمیانی رات میں سخت دھکا ززلہ کا محسوس ہوا اور اس سے پہلے بارش بھی ہوئی اور اولے بھی پڑے اور وہ الہام کہ آسمان ٹوٹ پڑا سارا پورا ہو گیا۔

اور اسی ڈاک میں ایک خط یعنی کارڈ انویم میاں نواب خان صاحب تحصیل دار گجرات کا محقق کو ملا جس میں لکھا تھا کہ دوسری اور تیسری مارچ ۱۹۰۷ء کی درمیانی جورات تھی اس میں ساڑھے نوبجے رات کے ایک سخت دھکا ززلہ کا محسوس ہوا اور نہایت خطرناک تھا۔ اور اخبار سول اینڈ ملٹری گزٹ لاہور مورخہ ۵ مارچ ۱۹۰۷ء میں اس ززلہ کے متعلق مندرجہ ذیل خبر ہے۔ ”ہفتہ کی شام کو ایک تیز دھکا ززلہ کا محسوس ہوا جو چند سینٹ تک رہا اس کی سمت شمال مشرق تھی۔“

اور اخبار عام لاہور مورخہ ۶ مارچ ۱۹۰۷ء میں لکھا ہے کہ سرینگر (کشمیر) میں سینچر کی رات کو بوقت ساڑھے نوبجے ایک تیز ززلہ محسوس ہوا چند سینٹ رہا شمالاً شرقاً۔

اب کوئی ہمیں بتاوے کہ کیا کسی انسان کی طاقت میں یہ بات داخل ہے کہ اپنی طرف سے یہ پیشگوئی شائع کرے کہ آج بارش ہوگی اور اس کے بعد ززلہ آئے گا اور ایسے وقت میں خبر دی ہو جبکہ دھوپ نکلی ہوئی تھی اور بارش کا کوئی نشان نہ تھا اور پھر اسی طرح وقوع میں آجائے اور اگر یہ سوال کیا جائے کہ اس کا ثبوت کیا ہے تو معزز گواہان رویت کے نام ذیل میں لکھے جاتے ہیں جن کو یہ پیشگوئی اُس وقت سنائی گئی تھی یعنی ۲۸ فروری ۱۹۰۷ء کی صبح کے وقت جبکہ دھوپ صاف طور پر نکلی ہوئی تھی اور آسمان پر سورج چمک رہا تھا اور بادل کا نام و نشان نہ تھا۔ سخت ززلہ والی پیشگوئی مورخہ ۲۸ فروری ۱۹۰۷ء کے قبل از وقت سننے کے گواہ محمد صادق ایڈیٹر اخبار ”بدر قادیان، اہلیہ محمد صادق، والدہ خواجه علی، محمد نصیب احمدی محرر اخبار بدر، ماسٹر شیر علی، غلام احمد محرر تحریک الداہان، غلام محمد مدرس لوئر تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان

مولوی محمد حسن بقلم خود۔ عبید اللہ بنبل احمدی عفی عنہ۔ میں نے اپنے کانوں سے یہ پیشگوئی سنی مدرس و عفی عنہ ۵۷۔

غلام قادر۔ قاضی امیر حسین۔ میں نے بھی سنا ہے۔ غلام نبی بقلم خود۔ مامون خان جمناسٹک انسر کمٹ۔

حاکم علی از چک پنیار حال وارد قادیان۔ حافظ محمد ابراہیم مہاجر قادیان۔ محمد الدین بقلم خود طالب علم ایم۔ اے کانج علی گدھ حال وارد قادیان۔ خاکسار فقیر اللہ نائب ناظم میگرین۔ عبد الرحیم سینڈ کلرک میگرین۔

خاکسار احمد علی نمبر دار ساکن باز یہ چک حال وارد قادیان۔ محمد الدین۔ محمد حسن احمدی دفتری۔ انا علی ذالک من الشاهدین سید مہدی حسین مہاجر۔ عبد المحتی عرب مصنف لغات القرآن۔ محمد جی ایپٹ آبادی

سید غلام حسین کشمیری۔ سیدنا صرشاہ صاحب اور سیر کشمیر۔ محمد اسحاق۔ غلام محمد۔ دولت علی طالب علم۔ پیشک ۲۸ ر弗روی کو میں نے حضور کا الہام سنا کہ سخت زلزلہ آیا اور آج بارش بھی ہوگی۔ خادم قطب الدین حکیم۔

محمد حسین کاتب اخبار بدر۔ شیخ عبد الرحیم دفتری بدر۔ سید احمد نور کابلی۔ سلطان محمد طالب علم افغان۔

حضرت نور کابلی۔ عبد اللہ افغان۔ حاجی شہاب الدین۔ فضل الدین حکیم۔ خلیفہ رجب دین لاہوری بقلم خود۔

حاجی فضل حسین شاہ بھانپوری۔ شیخ محبوب الرحمن بخاری۔ لطف الرحمن۔ شیخ احمد میسوری۔ محمد سیلمان موکیری۔

عبدالستار خان کابلی مہاجر۔ شیخ محمد سمعیل سرساوی مدرس۔ سیدنا صرنواب۔ عبد الرؤوف فخر الدین طالب علم تعلیم الاسلام۔ منتی کرم علی کاتب رویویاف ریلیجنز۔ سید تصویر حسین بریلوی۔ اکبر شاہ خان نجیب آبادی۔

غلام حسن نابائی بورڈنگ۔ غلام محمد افغان مہاجر۔ زلزلہ آیا اور آج بارش بھی ہوگی خوش آمدی نیک آمدی میں نے سن۔ (حکیم حاجی مولوی) نور الدین۔ میں نے ۲۸ رفروری ۱۹۰۷ء کو یہ الہام سناتھا۔ زلزلہ آیا۔ آج بارش بھی ہوگی۔ خوش آمدی نیک آمدی۔ حکیم محمد زمان میں نے سنا اور اُسی روز خط میں منصوری لکھ دیا۔

عبد الرحیم فور تھہ ماسٹر۔ غلام محمد طالب علم بی۔ اے۔ ایم۔ اے۔ اوکانج علی گدھ۔ شیخ غلام احمد۔ خاکسار یار محمد بی۔ او۔ ای۔ برکت علی خان۔ قدرت اللہ خان مہاجر۔ شیخ عبد العزیز نو مسلم۔ احمد دین زرگر۔ عبد اللہ ساکن شوپین کشمیر حال وارد قادیان۔ میں نے یہ الہام اُسی دن صحیح کے بے بج سنا اور اُسی دن بارش بھی ہوئی اور زلزلہ بھی تیسرا دن آیا۔ محمود احمد میں نے صحیح ۲۸ رفروری ۱۹۰۷ء کو یہ پیشگوئی سنی۔ امیر احمد ولد مولوی سردار علی حکیم ساکن میانی۔ میں نے صحیح ۲۸ رفروری ۱۹۰۷ء کو یہ پیشگوئی سنی۔ محمد اشرف محمر رفتہ صدر انجمن۔

شیخ عبداللہ معراج بورڈنگ ہاؤس۔ مولوی عظیم اللہ نابھاوالے۔ عبد الغفار خان افغان متوفی
 ملک خوست حال وارث قادیان۔ عبد الغنی طالب علم۔ دین محمد مستری۔ مولوی محمد فضل چنگوی احمدی
 کریم بخش نمبر دار رائے پور۔ صاحبزادہ منظور محمد لدھیانوی۔ غلام حسین ولد محمد یوسف اپیل نویں
 عبد الغنی۔ فیض احمد۔ محمد اسماعیل۔ عبد الرحمن۔ فضل الدین۔ منظور علی۔ مرازابرکت علی بیگ
 مسٹری عبد الرحمن۔ ولی اللہ شاہ۔ حبیب اللہ شاہ۔ فخر الدین۔ گوہر دین۔ خواجہ عبد الرحمن
 ملک عبد الرحمن۔ محمد تکی۔ عبد ستار۔ عبد العزیز۔ بشیر احمد۔ عبد اللہ جٹ۔ عبد الرحمن لدھانوی
 محمد اسماعیل۔ علی احمد۔ حیات خان۔ اسحق۔ دین محمد۔ ابراہیم۔ برکت اللہ۔ عبد الرحمن
 سید الطاف حسین۔ عبد الرحمن داتوی۔ ممتاز علی۔ عبد الکریم۔ عبد الجبار۔ احمد دین۔ محمود۔ عبد الرحمن
 عبید اللہ۔ عبد الرحمن۔ عبد اللہ۔ کریم بخش خان سام۔ نور محمد فراش۔ غلام محمد کاتب کتاب ہذا

یاد رہے کہ اس پیشگوئی میں کہ سخت زلزلہ آئے گا اور آج بارش بھی ہوگی ایک اطیفہ ہے اور وہ
 یہ ہے کہ زلزلہ زمین سے متعلق ہے اور بارش آسمان سے آتی ہے پس یہ ایسی پیشگوئی ہے کہ اس
 میں زمین اور آسمان دونوں جمع کر دیئے گئے ہیں تا پیشگوئی دونوں پہلوؤں سے پوری ہو کیونکہ یہ
 امر انسان کی طاقت سے باہر ہے کہ وہ اپنی طرف سے ایسی پیشگوئی کرے جس میں زمین اور
 آسمان دونوں شامل کر دیئے جائیں بلکہ خود یہ امر انسانی طاقت سے باہر ہے کہ عین دھوپ کے
 وقت جب کہ بارش کا خاتمه ہو چکا ہو یہ پیشگوئی کرے کہ آج بارش ہوگی اور پھر بارش ہو جائے۔
 اے ناظرین! اب ہم نمونہ کے طور پر وہ تمام نشان اپنے دعوے کے متعلق لکھ چکے ہیں ☆ جن
 کے لکھنے کے لئے ہم نے قصد کیا تھا اور ہزار ہزار خدائے ذوالجلال کا شکر ہے کہ محض اس نے اپنے
 فضل و کرم سے میری تائید میں یہ نشان دکھلائے اور مجھے طاقت نہیں تھی کہ ایک ذرہ بھی زمین

☆ ۹ مارچ ۱۹۰۱ء لندن کی تاریخی ہے جو سول اخبار میں شائع ہو گئی کہ ڈوئی جس نے امریکہ میں پیغمبری کا
 دعویٰ کیا تھا اور جس کی نسبت میں نے پیشگوئی کی تھی کہ وہ اپنے دعوے میں کاذب ہے خدا اُس کوئی چھوڑے گا۔ وہ
 مغلوق ہو کر مر گیا۔ فالحمد لله علی ذالک بِإِشَانِ ظَاهِرٍ مِّنْهُ

سے یا آسمان سے اپنی شہادت میں کچھ پیش کر سکتا مگر اس نے جوز میں و آسمان کا مالک ہے جس کی اطاعت کا ذرہ اس عالم کا جُوا اٹھا رہا ہے۔ میری تائید میں ایک دریانشانوں کا بہادیا اور وہ تائید دکھلائی جو میرے خیال اور مگان میں بھی نہیں تھی۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ میں اس لائق نہ تھا کہ میری یہ عزت کی جائے گلر خدائے عزّو جلّ نے محض اپنی ناپیدا کنار رحمت سے میرے لئے مجذبات ظاہر فرمائے۔ مجھے افسوس ہے کہ میں اُس کی راہ میں وہ طاعت اور تقویٰ کا حق بجانب نہیں لاسکا جو میری مراد تھی اور اس کے دین کی وہ خدمت نہیں کر سکا جو میری تمنا تھی۔ میں اس درد کو ساتھ لے جاؤں گا کہ جو کچھ مجھے کرنا چاہیے تھا میں کرنہیں سکا لیکن اُس خدائے کریم نے میرے لئے اور میری تصدیق کے لئے وہ عجائب کام اپنی قدرت کے دکھائے جو اپنے خاص برگزیدوں کے لئے دکھلاتا ہے۔ اور میں خوب جانتا ہوں کہ میں اس عزت اور اکرام کے لائق نہ تھا جو میرے خداوند نے میرے ساتھ معاملہ کیا۔ جب مجھے اپنے نقصان حالت کی طرف خیال آتا ہے تو مجھے اقرار کرنا پڑتا ہے کہ میں کیڑا ہوں نہ آدمی۔ اور مردہ ہوں نہ زندہ مگر اس کی کیا عجیب قدرت ہے کہ میرے جیسا یچ اور ناچیز اس کو پسند آگیا اور پسندیدہ لوگ تو اپنے اعمال سے کسی درجہ تک پہنچتے ہیں مگر میں تو کچھ بھی نہیں تھا۔ یہ کیاشان رحمت ہے کہ میرے جیسے کو اُس نے قبول کیا۔ میں اس رحمت کا شکر ادا نہیں کر سکتا۔ دنیا میں ہزاروں آدمی ہیں کہ الہام اور مکالمہ الہیہ کا دعویٰ کرتے ہیں مگر صرف مکالمہ الہیہ کا دعویٰ کچھ چیز نہیں اور خدا کا قول کے ساتھ جو خدا کا سمجھا گیا ہے خدا کا فعل یعنی مجذہ نہ ہو۔ جب سے دنیا پیدا ہوئی ہے خدا کا قول خدا کے فعل سے شاخت کیا گیا ہے۔ ورنہ کون معلوم کر سکتا ہے کہ وہ ایک قول جو پیش کیا گیا ہے وہ خدا کا قول ہے یا شیطان کا؟ یا وسوسہ نفسانی ہے۔ خدا کا قول اور خدا کا فعل لازم ملزم ہیں یعنی جس پر درحقیقت خدا کا قول نازل ہوتا ہے اس کی تائید میں خدا کا فعل بھی ظہور میں آتا ہے یعنی اس کی پیشگوئیوں کے ذریعہ سے عجائب قدرت اس قدر ظاہر ہوتے ہیں کہ خدا کا چہرہ نظر آ جاتا ہے تا ثابت ہو جائے کہ اس کا الہام خدا کا قول ہے۔ افسوس اس زمانہ میں جا بجا یسے لوگ بہت ہو گئے ہیں جن کو لمبہ کھلانے کا شوق ہے اور بغیر اس کے کہ

(۴۰)

وہ اپنے نفس کو جانچیں اور اپنی حالت کو دیکھیں جو کچھاں کی زبان پر جاری ہو اس کو کلام الٰہی یقین کر لیتے ہیں حالانکہ یہ ثابت شدہ امر ہے کہ وہ زبان جس پر خدا کا کلام جاری ہو سکتا ہے اُسی پر شیطان کا کلام بھی نازل ہو سکتا ہے اور حدیث النفس بھی ہو سکتی ہے پس کوئی کلام جو زبان پر جاری ہو ہرگز اس لائق نہیں کہ اس کو خدا کا کلام کہا جاوے جب تک دو شہادتیں اس کام مجانب اللہ ہونا ثابت نہ کریں۔ اول یہ شہادت کہ ایسا شخص جو یہ دعویٰ کرتا ہے کہ میرے پر خدا کا کلام نازل ہوتا ہے اُس کی ایسی حالت چاہئے جس سے معلوم ہو کہ وہ اس لائق ہے کہ اُس پر خدا تعالیٰ کا کلام نازل ہو سکتا ہے کیونکہ جو شخص جس سے قریب ہوتا ہے اُسی کی آواز سنتا ہے پس جو شخص شیطان سے قریب ہے وہ شیطان کی آواز سنتا ہے اور جو خدا تعالیٰ سے قریب ہے وہ اُس کی آواز کو۔ صرف اس حالت میں کسی کو لمبم من اللہ کہہ سکتے ہیں جبکہ وہ درحقیقت خدا کی رضا مندی حاصل کرنے کے لئے اپنی رضا مندی چھوڑ دیتا ہے اور اس کے پورے خوش کرنے کے لئے ایک تنخ موت اپنے لئے اختیار کر لیتا ہے اور اس کو سب چیز پر مقدم کر لیتا ہے اور خدا تعالیٰ اس کے دل کی طرف دیکھتا ہے تو اس کو تمام دنیا سے الگ اور اپنی رضا میں محو پاتا ہے اور سچھ چھر ایک ذرہ اس کے وجود کا خدا تعالیٰ کے راہ میں قربان ہو جاتا ہے اور اگر امتحان کیا جاوے تو کوئی چیز اس کو خدا تعالیٰ سے نہیں روک سکتی نہ دولت نہ مال نہ زن نہ فرزند نہ آبرو بلکہ وہ درحقیقت اپنی ہستی کا نقش مٹا دیتا ہے اور خدا تعالیٰ کی ایسی محبت اُس پر غالب آ جاتی ہے کہ اگر اس کو مکڑے مکڑے کیا جاوے یا اس کی اولاد کو ذبح کیا جاوے یا اس کو آگ میں ڈالا جاوے اور ہر ایک تلخی اس پر وارد کی جائے تب بھی وہ اپنے خدا کو نہیں چھوڑتا اور مصیبت کے کسی حملہ سے وہ اپنے خدا سے الگ نہیں ہوتا اور صادق اور وفادار ہوتا ہے اور تمام دنیا اور دنیا کے بادشاہوں کو ایک مردہ کیڑے کی طرح سمجھتا ہے اور اگر اس کو یہ بھی سنایا جائے کہ تو جہنم میں داخل ہو گا تب بھی وہ اپنے محبوب حقیقی کا دامن نہیں چھوڑتا کیونکہ محبت الٰہی اس کا بہشت ہو جاتا ہے اور وہ خود نہیں سمجھ سکتا کہ مجھ کو خدا سے کیوں ایسا تعلق ہے کیونکہ کوئی نامرادی اور کوئی امتحان اس تعلق کو کم نہیں کر سکتا پس اس حالت میں کہہ سکتے ہیں کہ وہ خدا سے نزدیک ہے نہ شیطان سے۔ ایسے لوگ

اولیاء الرحمن ہیں اور خدا ان سے محبت کرتا ہے اور وہ خدا ہے۔ اور انہیں پر خدا تعالیٰ کا کلام نازل ہوتا ہے اور وہ لوگ **إِنَّ عِبَادِيُّ لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطَانٌ** میں داخل ہیں۔ دوسری شہادت۔ خدا تعالیٰ کے ملہم کے لئے یہ ضروری ہے کہ اس کلام کے ساتھ جو اس پر نازل ہوتا ہے خدا تعالیٰ کا فعل بھی ہو کیونکہ جیسا کہ جب سورج طلوع کرتا ہے تو اس کے ساتھ سورج کی تیز شعاعیں بھی ہوئی ضروری ہیں ایسا ہی خدا کا کلام بھی اکیلا نازل نہیں ہوتا بلکہ اس کے ساتھ خدا کا فعل بھی ہوتا ہے یعنی انواع و اقسام کے مجراات اور انواع و اقسام کی تائیدات اور برکات ساتھ ہوتی ہیں ورنہ کمزور انسان کیونکر سمجھ سکتا ہے کہ یہ خدا کا کلام ہے پس جس شخص نے خدا کے کلام نازل ہونے کا دعویٰ کیا اور اس کے ساتھ وہ کھلے کھلے مجرمات اور تائیدات شامل نہیں اس کو خدا سے ڈرنا چاہیے اور ایسا دعویٰ ترک کرنا چاہیے اور پھر یہ دعویٰ صرف اس قدر بات سے صادق نہیں ٹھیک سکتا کہ وہ ایک دونشان جوچ ہو گئے ہیں پیش کرے بلکہ کم سے کم دو تین سو خدا کے کھلے کھلے نشان چاہیں جو اس کی تصدیق کریں۔ اور پھر علاوہ اس کے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ کلام قرآن شریف سے مخالف نہ ہو۔

﴿۶۱﴾

یہ بات ہر ایک کے لئے قبل غور ہے کہ مسیح موعود کے وقت میں کس فرقہ ضالہ کا غلبہ ہو گا اور اس کے سوا مسیح موعود کیا کام ہو گا۔ صحیح بخاری جو بعد کتاب اللہ اصح الکتب کہلاتی ہے اس میں کہیں ذکر نہیں کہ مسیح موعود جال کو قتل کرنے کے لئے ظاہر ہو گا بلکہ اس میں صرف یہ کام مسیح موعود کا لکھا ہے کہ وہ صلیب کو توڑے گا اور خنزیر کو قتل کرے گا۔ اس سے بصراحت معلوم ہوتا ہے کہ مسیح موعود پادریوں کے غلبہ اور سطوت اور شوکت کے وقت ظاہر ہو گا یعنی جبکہ ان کا دجل اور تحریف اور تبدیل انہا تک پہنچ جائے گی اور وہ محرف کتابوں کی اشاعت میں ناخنوں تک زور لگائیں گے تب مسیح موعود ظہور کرے گا اور اس کا اصل مقصد کسر صلیب ہو گا لیکن صحیح مسلم میں قتل دجال کا ذکر ہے اور لکھا ہے کہ مسیح موعود دجال کو قتل کرے گا اور اسی مقصد کے لئے ظاہر ہو گا مگر ساتھ ہی یہ بھی لکھا ہے کہ دجال کا گرجا سے یعنی کلیسیا سے خروج ہو گا۔ بظاہر ان دونوں کتابوں یعنی بخاری اور مسلم

میں بڑا ناقص ہے کیونکہ صحیح بخاری تو اصل مقصد ظہور مسیح موعود کا کسر صلیب ٹھہراتی ہے لیکن صحیح مسلم اصل مقصد مسیح موعود کا جس کے لئے وہ ظاہر ہو گا قتل دجال بیان کرتی ہے۔ شاید یہ جواب دیا جائے کہ مسیح موعود کے ظہور کے وقت میں ایک حصہ زمین پر دجال کا غلبہ ہو گا اور زمین کے دوسرے حصہ میں صلیب پرست قوم کا غلبہ ہو گا جیسا کہ دو بادشاہیں جدا جدا ہوتی ہیں مگر یہ جواب صحیح نہیں ہے کیونکہ یہ مسلم امر ہے کہ دجال تمام زمین پر بجز مکہ اور مدینہ کے پھر جائے گا یعنی ہر ایک جگہ اُس کا تسلط ہو جائے گا جیسا کہ احادیث صحیح اس کی شاہد ہیں۔ پس کیا نعوذ باللہ صلیب پرستی کا غلبہ مکہ اور مدینہ میں ہو گا کیونکہ بہر حال مسیح موعود کے وقت میں کسی حصہ زمین میں صلیبی غلبہ بھی مان لینا چاہیے پس جبکہ مکہ اور مدینہ کے سوا تمام زمین پر اور سب جگہ دجال کا غلبہ ہو گیا تو صلیبی غلبہ کے لئے صرف مکہ اور مدینہ کی زمین رہ گئی۔ یہ تو وہ احادیث ہیں جو دجال کے غلبہ کو بیان کرتی ہیں۔ دوسری طرف ایسی احادیث بھی ہیں جو یہ بتلاتی ہیں کہ مسیح موعود کے وقت میں تقریباً تمام زمین پر عیسائی سلطنت قوت اور شوکت رکھتی ہو گی اور درحقیقت حدیث یکسر الصلیب میں بھی اسی طرف اشارہ ہے اور آیت مِنْ كُلِّ حَدَبٍ يَنْسِلُونَ^۱ بھی یہی باواز بلند بتلا رہی ہے پس اس صورت میں یہ توجیہ قابل اعتبار نہ رہی کہ اس زمانہ میں کچھ حصہ زمین میں غلبہ عیسائیوں کا ہو گا اور کچھ حصہ میں غلبہ دجال کا ہو گا مگر شاید جواب میں یہ کہا جائے گا کہ اول عیسائیوں کا غلبہ ہو گا اور پھر دجال آ کر کسر صلیب کرے گا اور پھر مسیح آ کر دجال کو قتل کرے گا مگر یہ ایسا قول ہے کہ آج تک کسی فرقہ کا مسلمانوں کے فرقوں میں سے یہ عقیدہ نہیں ہے بلکہ صحیح بخاری میں تو یہی لکھا ہے کہ کسر صلیب مسیح موعود کرے گا نہ کہ دجال۔

اس تنازع کے فیصلہ کے لئے جب ہم حدیثوں کو دیکھتے ہیں تو وہی صحیح مسلم جو دجال کا ذکر کرتی ہے اس بات کی گواہی دیتی ہے کہ دجال معہود گرجا میں سے نکلے گا یعنی عیسائیوں میں پیدا ہو گا۔ پس اس صورت میں صحیح مسلم پادریوں کو دجال ٹھیراتی ہے اور اس کی تائید میں واقعات بھی شہادت دے

☆ احادیث سے بھی یہی ظاہر ہوتا ہے کہ مسیح موعود کے وقت عیسائی قوم کثرت سے دنیا میں پھیل جاوے گی۔ منه

رہے ہیں اور ظاہر کر رہے ہیں کہ وہ آخری فتنہ جو ظہور میں آیا جس سے کئی لاکھ مسلمان مرتد ہو گیا وہ صرف عیسائیت کا فتنہ ہے جو ہماری آنکھوں کے سامنے ہے۔ پس اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ اختلاف صرف لفظی ہے یعنی صحیح بخاری میں جس فتنہ کا نام فتنہ صلیب رکھا ہے اور مسح موعود کو صلیب کا توڑنے والا قرار دیا ہے صحیح مسلم میں اسی فتنہ کا نام فتنہ وجہ دجال رکھا ہے اور کسر صلیب کو بطور قتل وجہ قرار دیا ہے۔

اور جب ہم زیادہ تصریح کے لئے قرآن شریف کی طرف آتے ہیں جو ہر ایک تازع کا حکم ہے تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ اس میں دجال کا نام تک نہیں ہاں عیسائیت کے فتنہ کو وہ بہت بڑا بیان کرتا ہے جو اسلام کے تمام اصول کا دشمن ہے اور کہتا ہے کہ قریب ہے کہ اس سے آسمان پھٹ جائیں اور زمین ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے اور اسی فرقہ کو خدا کے کلام کا حرف مبدل ٹھیرتا ہے اور جس فعل میں مفہوم دجل درج ہے وہ فعل اسی فرقہ کی طرف منسوب کرتا ہے اور سورہ فاتحہ میں مسلمانوں کو یہ تعلیم دیتا ہے کہ وہ عیسائیت کے فتنہ سے خدا کی پناہ مانگیں جیسا کہ **وَلَا الصَّالِينَ** کے معنے تمام مفسرین نے یہی کہے ہیں۔ پس قرآن شریف کے اس فیصلہ سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ جس فتنہ سے حدیثوں میں ڈرایا گیا ہے وہ صلیبی فتنہ ہے اور اس میں کیا شک ہے کہ جب تھوڑے سے دجل کی کارروائی سے انسان دجال کہلا سکتا ہے تو جس فرقہ نے تمام شریعت اور تعلیم کو بدل دیا ہے کیا وجہ کہ وہ دجال نہیں کہلا سکتا؟ اور جبکہ خدا تعالیٰ نے عیسائیوں کے دجل کی خود گواہی دی ہے تو کیا وجہ کہ وہ دجال کے نام سے موسم نہ ہوں؟ ہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں وہ دجال اکابر نہیں کہلا سکتے تھے کیونکہ ابھی بد دیانتی اور خیانت کمال کے درج کو نہیں پہنچی تھی صرف دجال ہونے کی بنا پر ڈی تھی مگر بعد اس کے ہمارے زمانہ میں جبکہ چھاپنے کی کلیں بھی نکل آئیں تب پادریوں نے تحریف اور تبدیل کو کمال تک پہنچا دیا اور کروڑ ہارو پیہ خرچ کر کے اُن حرف کتابوں کو شائع کیا اور لوگوں کو مرتد کرنے میں کوئی کسر باقی نہ رکھی تب خدا کا نو شہر پورا ہوا جیسا کہ واقعات ظاہر کر رہے ہیں اور دجال اکبر کے نام کے مستحق ہو گئے اور جب تک مخالفت حق اور تحریف و تبدیل میں

اُن سے بڑھ کر کوئی ظاہرنہ ہوت تک ہر ایک کو مانا پڑے گا کہ یہی فرقہ دجال اکبر ہے جس کے ظہور کی نسبت پیشگوئی تھی۔ یہودی بھی تحریف کرتے تھے مگر وہ تو ایسی ذلت کا نشانہ ہوئے کہ گویا مر گئے۔ صرف اسی فرقہ نے عروج کیا اور اپنی تمام طاقتیں کو جل اور تحریف میں خرچ کر دیا اور نہ صرف اس قدر بلکہ یہ چاہا کہ تمام دنیا کو اپنے جیسا بنالیں اور بیاعث شوکت اور طاقت دنیا کے ان کو ہر ایک سامان بھی مل گیا اور انہوں نے جل اور تحریف میں وہ کام دکھلایا جس کی نظیر ابتدائے دنیا سے آج تک مل نہیں سکتی اور کوشش کی کہ لوگ خدائے واحد لاشریک سے منہ پھیر کر ابن مریم کو خدامان لیں اور ہمارے زمانہ میں یہ کسب اُن کا کمال تک پہنچ گیا اور انہوں نے خدا تعالیٰ کی کتابوں میں اس قدر تصرفات کئے کہ گویا وہ آپ ہی نبی ہیں اس لئے ایسے لوگوں پر دجال کا لفظ بولا گیا یعنی خدا کی کتابوں کی کمال درجہ کی تحریف کرنے والے اور جھوٹ کو سچ کر کے دکھانے والے۔ حدیثوں میں اکثر دجال معہود کی نسبت خرون کا لفظ ہے اور مسح موعود کی نسبت نزول کا لفظ ہے اور یہ دونوں لفظ بال مقابل ہیں جس سے مطلب یہ ہے کہ مسح موعود خدا تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوگا اور خدا اس کے ساتھ ہو گا مگر دجال اپنے مکروفریب اور دنیا کے سامانوں کے ساتھ ترقی کرے گا۔ ہاں جیسا کہ قرآن شریف میں عیسائیت کے فتنہ کا ذکر ہے ایسا ہی یا جوج ماجون کا ذکر ہے اور اس آیت میں کہ **هُمْ مِنْ كُلِّ حَدَبٍ يَنْسُلُونَ**^۱ ان کے غلبہ کی طرف اشارہ ہے کہ تمام زمین پر ان کا غلبہ ہو جائے گا اب اگر دجال اور عیسائیت اور یا جوج ماجون تین علیحدہ قویں سمجھیں جائیں جو مسح کے وقت ظاہر ہوں گی تو اور بھی تناقض بڑھ جاتا ہے مگر باطل سے یقینی طور پر یہ بات سمجھ آتی ہے کہ یا جوج ماجون کا فتنہ بھی درحقیقت عیسائیت کا فتنہ ہے کہ کیونکہ باطل نے اس کو یا جوج کے نام سے پکارا ہے۔ پس درحقیقت ایک ہی قوم کو باعتبار مختلف حالتوں کے تین ناموں سے پکارا گیا ہے۔

اور یہ کہنا کہ قرآن شریف میں مسح موعود کا کہیں ذکر نہیں یہ سراسر غلطی ہے کیونکہ جس حالت میں اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں بڑا فتنہ عیسیٰ پرستی کا فتنہ بھیرایا ہے اور اس کے لئے وعدہ کے طور پر یہ پیشگوئی کی ہے کہ قریب ہے کہ زمین و آسمان اُس سے پھٹ جائیں اور اُسی زمانہ کی نسبت طاغون اور

زلازوں وغیرہ حادث کی پیشگوئی بھی کی ہے اور صریح طور پر فرمادیا ہے کہ آخری زمانہ میں جبکہ آسمان اور زمین میں طرح طرح کے خوفناک حادث طاہر ہونگے وہ عیسیٰ پرستی کی شامت سے ظاہر ہوں گے اور پھر دوسری طرف یہ بھی فرمایا وہما کُنَّا مُعَذِّبِينَ حَتَّىٰ يَبْعَثَ رَسُولًا لے پس اس سے مسح موعود کی نسبت پیشگوئی کھلے کھلے طور پر قرآن شریف میں ثابت ہوتی ہے کیونکہ جو شخص غور اور ایمانداری سے قرآن شریف کو پڑھے گا اُس پر ظاہر ہوگا کہ آخری زمانہ کے سخت عذابوں کے وقت جبکہ اکثر حصے زمین کے زیرِ ذرہ کئے جائیں گے اور سخت طاعون پڑے گی اور ہر ایک پہلو سے موت کا بازار گرم ہو گا اُس وقت ایک رسول کا آنا ضروری ہے جیسا کہ خدا تعالیٰ نے فرمایا وہما کُنَّا مُعَذِّبِينَ حَتَّىٰ يَبْعَثَ رَسُولًا یعنی ہم کسی قوم پر عذاب نہیں بھیجتے جب تک عذاب سے پہلے رسول نہ بھیج دیں پھر جس حالت میں چھوٹے چھوٹے عذابوں کے وقت میں رسول آئے ہیں جیسا کہ زمانہ کے گذشتہ واقعات سے ثابت ہے تو پھر کیونکہ مکن ہے کہ اس عظیم الشان عذاب کے وقت میں جو آخری زمانہ کا عذاب ہے اور تمام عالم پر محیط ہونے والا ہے جس کی نسبت تمام نبیوں نے پیشگوئی کی تھی خدا کی طرف سے رسول ظاہرنہ ہوا سے تو صریح مکنذیب کلام اللہ کی لازم آتی ہے۔ پس وہی رسول مسح موعود ہے کیونکہ جب کہ اصل موجب اُن عذابوں کا عیسائیت کا فتنہ ہے جس سے کوئی انکار نہیں کر سکتا تو ضرور تھا کہ اس فتنے کے مناسب حال اور اس کے فروکرنے کی غرض سے رسول ظاہر ہو سو اُسی رسول کو دوسرے پیرا یہ میں مسح موعود کہتے ہیں پس اس سے ثابت ہوا کہ قرآن شریف میں مسح موعود کا ذکر ہے اور یہی ثابت کرنا تھا۔ ہر ایک سمجھ سکتا ہے کہ اگر قرآن شریف کی رو سے عیسائیت کے فتنے کے وقت عذاب کا آنا ضروری ہے تو مسح موعود کا آنا بھی ضروری ہے اور ظاہر ہے کہ یہ عذاب عیسائیت کے کمال فتنے کے وقت آنا قرآن مجید سے ثابت ہے پس مسح موعود کا آنا بھی قرآن کریم سے ثابت ہے۔ اسی طرح عام طور پر قرآن شریف سے ثابت ہے کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب ہم کسی قوم پر عذاب کرنا چاہتے ہیں تو ان کے دلوں میں فسق و فجور کی خواہش پیدا کر دیتے ہیں تب وہ اتباع شہوات اور بے حیائی کے کاموں میں حد سے زیادہ بڑھ جاتے ہیں تب اُس وقت اُن پر عذاب نازل ہوتا ہے اور ظاہر ہے کہ یہ امور بھی یورپ میں کمال تک پہنچ گئے ہیں جو بالطبع عذاب

کے مقتضی ہیں اور عذاب رسول کے وجود کا مقتضی ہے اور وہی رسول مسح موعود ہے۔ پس تجھ ہے اُس قوم سے جو کہتی ہے کہ مسح موعود کا قرآن شریف میں ذکر نہیں۔ علاوہ اس کے قرآن شریف کی یہ آیت بھی کہ گَمَا اسْتَحْلَفَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ یہی چاہتی ہے کہ اس امت کے لئے چودھویں^{۱۳} صدی میں مثلی عیسیٰ طاہر ہوجیسا کہ حضرت عیسیٰ حضرت موسیٰ سے چودھویں صدی میں ظاہر ہوئے تھے تا دونوں مثیلوں کے اول و آخر میں مشابہت ہوا سی طرح قرآن شریف میں یہ بھی پیشگوئی ہے وَإِنْ مِنْ قَرْيَةٍ إِلَّا نَحْنُ مُهْلِكُوْهَا قَبْلَ يَوْمِ الْقِيَامَةِ أَوْ مُعَذِّبُوْهَا عَذَابًا شَدِيدًا۔ یعنی کوئی ایسی بستی نہیں جس کو ہم قیامت سے پہلے ہلاک نہ کریں گے یا اُس پر شدید عذاب نازل نہ کریں گے یعنی آخری زمانہ میں ایک سخت عذاب نازل ہوگا اور دوسری طرف یہ فرمایا وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتَّىٰ تَبَعَثَ رَسُوْلًا۔ پس اس سے بھی آخری زمانہ میں ایک رسول کا مبعوث ہونا ظاہر ہوتا ہے اور وہی مسح موعود ہے۔

اور یہی پیشگوئی سورہ فاتحہ میں بھی موجود ہے کیونکہ سورہ فاتحہ میں خدا تعالیٰ نے عیسائیوں کا نام الصلائیں رکھا ہے اس میں یہ اشارہ ہے کہ اگرچہ دنیا کے صد ہافرتوں میں ضلالت موجود ہے مگر عیسائیوں کی ضلالت کمال تک پہنچ جائے گی کویا دنیا میں فرقہ ضالہ وہی ہے اور جب کسی قوم کی ضلالت کمال تک پہنچتی ہے اور وہ اپنے گناہوں سے باز نہیں آتی تو سنت اللہ اسی طرح پر جاری ہے کہ ان پر عذاب نازل ہوتا ہے پس اس سے بھی مسح موعود کا آنا ضروری ٹھیرتا ہے یعنی بوجب آیت وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتَّىٰ تَبَعَثَ رَسُوْلًا۔

اور یہ عجیب بات ہے کہ جیسا کہ احادیث نبویہ میں مسح موعود کی نسبت پیشگوئی ہے کہ وہ آخری زمانہ میں ظاہر ہوگا۔ ایسا ہی ایک رجل فارسی کی نسبت پیشگوئی ہے کہ وہ آخری زمانہ میں ضائع شده ایمان کو پھر بحال کرے گا جیسا کہ لکھا ہے لو کان الایمان معلقاً بالشیریا لنالہ رجل من فارس یعنی اگر ایمان ثریا پر چلا جاتا تب بھی ایک رجل فارسی اس کو واپس لے آتا۔ اب ظاہر ہے کہ رجل فارسی کو اس حدیث میں اس قدر فضیلت دی گئی ہے اور اس قدر کارنما یاں کام اس کا دھکلایا گیا ہے کہ یہ کہنا پڑتا ہے کہ وہ رجل فارسی مسح موعود سے افضل ہے کیونکہ مسح موعود بقول مخالفوں

کے صرف دجال کو قتل کرے گا لیکن رجل فارسی ایمان کو ثریا سے واپس لائے گا جیسا کہ ایک دوسری حدیث میں بھی یہ ذکر ہے کہ آخری زمانہ میں قرآن آسمان پر اٹھایا جائے گا۔ لوگ قرآن پڑھیں گے مگر وہ ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا۔ پس وہی زمانہ رجل فارسی کا اور وہی زمانہ مسیح موعود کا ہے۔ مگر جس حالت میں رجل فارسی یہ خاص خدمت ادا کرے گا کہ ایمان کو آسمان سے واپس لائے گا تو پھر اس کے مقابل پر مسیح موعود کی کوئی دینی خدمت ثابت نہیں ہو سکتی کیونکہ دجال کو قتل کرنا صرف دفع شر ہے جو مدارنجات نہیں مگر آسمان سے ایمان کو واپس لانا اور لوگوں کو مومن کامل بنانا یہ افاضہ خیر ہے جو مدارنجات ہے اور افاضہ خیر سے دفع شر کو کچھ نسبت نہیں۔ ماسوا اس کے ظاہر ہے کہ جو شخص اس قدر افاضہ خیر کرے گا کہ ثریا سے ایمان کو واپس لائے گا۔ اس کی نسبت کوئی عقلمند خیال نہیں کر سکتا کہ وہ دفع شر پر قادر نہیں ہو گا۔ پس یہ خیال بالکل غیر معقول ہے کہ آخری زمانہ میں افاضہ خیر تو رجل فارسی کرے گا مگر دفع شر مسیح موعود کرے گا۔ جس کو آسمان پر چڑھنے کی طاقت ہے کیا وہ زمین کے شر کو دور نہیں کر سکتا؟

غرض اس زمانہ کے مسلمانوں کی یہ غلطی قابل افسوس ہے کہ مسیح موعود اور رجل فارسی کو دو مختلف آدمی سمجھتے ہیں اور آج سے چھبیس^۳ برس پہلے خدا تعالیٰ نے برائین احمد یہ میں اس عقدہ کو کھول دیا ہے کیونکہ ایک طرف تو مجھ کو مسیح موعود قرار دیا ہے اور میر انام عیسیٰ رکھا ہے جیسا کہ برائین احمد یہ میں فرمایا: يَعِيسَى اِنْفُ مُتَوَّقِّلَ وَرَافِعُكَ اِنَّ وَمُظَهِّرُكَ مِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا اور دوسری طرف مجھے رجل فارسی مقرر کر کے بار بار اسی نام سے پکارا ہے جیسا کہ فرمایا ہے انَّ الَّذِينَ صَدَّوَا عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ رَدَّ عَلَيْهِمْ رَجُلٌ مِنْ فَارسٍ۔ شَكْرُ اللَّهِ سَعِيهُ۔ یعنی عیسائی اور دوسرے ان کے بھائی جو لوگوں کو دین اسلام سے روکتے ہیں اس رجل فارسی یعنی اس احرق نے ان کا رد کھا ہے خدا اس کی اس خدمت کا شکر گزار ہے۔ اور ظاہر ہے کہ یہ کام یعنی عیسائیوں کا مقابلہ کرنا یہ اصل خدمت مسیح موعود کی ہے پس اگر رجل فارسی مسیح موعود نہیں تو کیوں مسیح موعود کا منصبی کام رجل فارسی کے سپرد کیا گیا۔ اس سے ثابت ہے کہ رجل فارسی اور مسیح موعود ایک ہی

شخص کے نام ہیں جیسا کہ قرآن شریف میں اسی کی طرف اشارہ فرمایا ہے اور وہ یہ ہے وَأَخْرِيْنَ
 مِنْهُمْ لَمَّا يَدْعُ حَقْوَابِهِمْ ۚ ۝ یعنی آنحضرتؐ کے اصحاب میں سے ایک اور فرقہ ہے جو ابھی
 ظاہر نہیں ہوا۔ یہ تو ظاہر ہے کہ اصحاب وہی کہلاتے ہیں جو نبیؐ کے وقت میں ہوں اور ایمان کی
 حالت میں اس کی صحبت سے مشرف ہوں اور اس سے تعلیم اور تربیت پاویں۔ پس اس سے یہ
 ثابت ہوتا ہے کہ آنے والی قوم میں ایک نبی ہوگا کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بروز ہوگا
 اس لئے اس کے اصحاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کہلانیں گے اور جس طرح
 صحابہ رضی اللہ عنہم نے اپنے رنگ میں خدا تعالیٰ کی راہ میں دینی خدمتیں ادا کی تھیں وہ اپنے
 رنگ میں ادا کریں گے۔ بہر حال یہ آیت آخری زمانہ میں ایک نبی کے ظاہر ہونے کی نسبت ایک
 پیشگوئی ہے ورنہ کوئی وجہ نہیں کہ ایسے لوگوں کا نام اصحاب رسول اللہ رکھا جائے جو آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد پیدا ہونے والے تھے جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو
 نہیں دیکھا۔ آیت مدد وحہ بالا میں یہ تو نہیں فرمایا وہ اخرين من الاممه بلکہ یہ فرمایا وہ اخرين
 منهم اور ہر ایک جانتا ہے کہ منهم کی ضمیر اصحاب رضی اللہ عنہم کی طرف راجع ہے۔ لہذا وہی
 فرقہ منهم میں داخل ہو سکتا ہے جس میں ایسا رسول موجود ہو کہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا
 بروز ہے اور خدا تعالیٰ نے آج سے چھیس ۲۶ برس پہلے میرا نام برائیں احمد یہ میں محمد اور
 احمد رکھا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بروز مجھے قرار دیا ہے اسی وجہ سے برائیں احمد یہ
 میں لوگوں کو مخاطب کر کے فرمادیا ہے قل ان کنتم تحبون الله فاتبعونی يحببكم الله
 اور نیز فرمایا ہے کل سرکة من محمد صلی الله علیہ وسلم فتیار ک من علم
 وتعلّم اور اگر کوئی یہ کہے کہ کس طرح معلوم ہوا کہ حدیث لوکان الایمان معلقاً بالشیعیان ل تعالیٰ
 رجل من فارس اس عاجز کے حق میں ہے اور کیوں جائز نہیں کہ امت محمد یہ میں سے کسی
 اور کے حق میں ہو تو اس کا جواب یہ ہے کہ برائیں احمد یہ میں بار بار اس حدیث کا مصدق اق

وَحْيُ الْهِيْ نے مجھے ٹھیک رایا ہے اور تبصرت حج بیان فرمایا کہ وہ میرے حق میں ہے اور میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ یہ خدا تعالیٰ کا کلام ہے جو میرے پر نازل ہوا۔ وَمَنْ يَنْكِرْ بِهِ فَلِيَأْبُرْ
لِلْمَبَاہلَةِ وَلَعْنَةُ اللَّهِ عَلَىٰ مَنْ كَذَبَ الْحَقَّ أَوْ افْتَرَىٰ عَلَىٰ حَضْرَةِ الْعَزَّةِ۔ اور یہ دعویٰ
امت محمد یہ میں سے آج تک کسی اور نے ہرگز نہیں کیا کہ خدا تعالیٰ نے میرا یہ نام رکھا ہے اور
خدا تعالیٰ کی وجہ سے صرف میں اس نام کا مستحق ہوں۔ اور یہ کہنا کہ نبوت کا دعویٰ کیا ہے کس
قدر جہالت کس قدر رحماقت اور کس قدر رحمت سے خروج ہے اے نادانو! میری مراد نبوت سے یہ
نہیں ہے کہ میں نعوذ باللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابل پر کھڑا ہو کر نبوت کا دعویٰ کرتا
ہوں یا کوئی نئی شریعت لایا ہوں صرف مراد میری نبوت سے کثرت مکالمت و مخاطبتوں
ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع سے حاصل ہے سوم کالمہ و مخاطبہ کے آپ لوگ بھی
قابل ہیں۔ پس یہ صرف لفظی نزاع ہوئی یعنی آپ لوگ جس امر کا نام مکالمہ و مخاطبہ رکھتے ہیں
میں اس کی کثرت کا نام بموجب حکم الہی نبوت رکھتا ہوں۔ ولکل ان یصطلاح۔

اور میں اس کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اُسی نے مجھے
بھیجا ہے اور اُسی نے میرا نام نبی رکھا ہے اور اُسی نے مجھے مسح موعود کے نام سے پکارا ہے اور
اُس نے میری تصدیق کے لئے بڑے بڑے نشان ظاہر کئے ہیں جو تمیں لاکھ تک پہنچتے ہیں
جن میں سے بطور نمونہ کسی قدر اس کتاب میں بھی لکھے گئے ہیں۔ اگر اس کے مجرزا نہ افعال
اور کھلے کھلے نشان جو ہزاروں تک پہنچ گئے ہیں میرے صدق پر گواہی نہ دیتے تو میں اُس کے
مکالمہ کو کسی پر ظاہرنہ کرتا اور نہ یقیناً کہہ سکتا کہ یہ اُس کا کلام ہے پر اُس نے اپنے اقوال کی
تائید میں وہ افعال دکھائے جنہوں نے اُس کا چہرہ دکھانے کے لئے ایک صاف اور روشن
آئینہ کا مام دیا۔

